https://famousurdunovels.blogspot.com/
من یار مہربانم
پیا احمد
PRIME URDU NOVELS
PRIME URDU NOVELS
https://primenovels.blogspot.com/

ناولٹ: من یار مہربانم

تحریر: بیا احمد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ جلدی سے بھاگتا ہوا گاڑی میں آکر بیٹھا تھا۔اُس کی گھبرائی ہوئی شکل دیکھ کر وہ جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اُسی کا انتظار کر رہا تھا ایک دم الرٹ ہوا تھا۔۔

"شاہو اپنی شرٹ دے یار جلدی۔۔"۔۔وہ آگے سے اُس کی شرٹ پکڑتے ہوئے بولا۔۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا وہ ہڑبڑایا تھا۔ گاڑی کے آگے دوسری گاڑی کھڑی تھی اِس لیے وہ اُسے گاڑی بھگانے کو نہ کہہ سکا تھا۔

"ہاں بس اب یہی کسر رہ گئی ہے کہ تو بیچ روڈ پر میری شرٹ اُتروا"۔۔اُس نے اُس کے ہاتھ جھٹکے تھے۔۔

"دیکھ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا بھائی اگلے دو تین منٹ کے بعد اگلی سانس لے تو شرٹ دے دے۔۔ویسے بھی میں ابھی مرنا نہیں چاہتا اور اُس چڑیل کے ہاتھوں تو بلکل بھی نہیں"۔۔وہ زبان چلانے کے ساتھ ساتھ اپنی شرٹ بھی اُتار چکا تھا۔۔سڑک پر چلتے ایک دو لوگوں نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔اُس نے دانت پیسے تھے۔۔

"شہزی وہ چڑیل تُجھے بعد میں مارے گی، دن دھاڑے روڈ پر ایسی چیپ حرکتیں کرتے ہوئے ہمیں پولیس ضرور لے جائے گی"۔۔ناچار اُسے بھی جُھک کر اپنی شرٹ اُتارنی پڑی تھی۔۔

یہ تو طے تھا کہ شاہ زیب آفندی شاہ زین آفندی سے کوئی بھی بات منوا سکتا تھا چاہے بیچ سڑک پر شرٹ ہی کیوں نہ اُتارنی ہو۔۔دونوں نے ہی جلدی سے شرٹ چڑھائی تھی۔۔

"تھینکس ٹوئنی۔۔اب یہ گلاسس بھی لگا تاکہ تم میں لگو"۔۔وہ دونوں کے چہروں کی مُماثلت کا ہمیشہ کی طرح فائدہ اُٹھا کر اُس کو گلاسس پہناتا گاڑی کا دروازہ کھول کر عُجلت میں باہر نکلنے لگا تھا۔۔

"لیکن تو جا کہاں رہا ہے۔۔اور ہمارا پزا کہاں گیا شہزی"۔۔وہ اُسے دیکھ کر زور سے بولا تھا۔۔لیکن وہ نیچے اُتر چُکا تھا۔۔وہ بھی ڈرائیونگ سیٹ سے باہر آیا تھا۔۔

"تو میرا بھائی ہے شاہو۔۔اور میں تجھے اِس حال میں نہیں دیکھ سکتا"۔۔وہ زور سے بول کر یہ جا وہ جا

"وہ دیکھو رُبا۔۔وہ چیپ انسان گاڑی کے پاس"۔۔اُس کی دوست چلائی تھی۔۔

"تم۔۔تم کیا سمجھے تھے میں تمہیں چھوڑ دوں گی۔۔!"۔۔قریب سے آتی چنگاڑتی ہوئی آواز پر شاہ زین آفندی نے سامنے دیکھا تھا۔۔

"یہ لو۔۔ٹِٹ فار ٹیٹ (جیسے کو تیسا)"۔۔لیکن اِس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا کسی نے اُس کے سینے پر کچھ پھینکا تھا۔۔اُس نے گڑبڑا کر اپنی شرٹ اور گردن کا حشر دیکھا تھا۔۔وہ کولڈ ڈرنک تھی جس سے وہ نہلایا جا چکا تھا۔۔وہ حیران پریشان سامنے کھڑی چڑیل کو دیکھ رہا تھا۔۔جس کی اپنی شرٹ کا بھی کچھ یہی حشر تھا۔۔

"آئندہ اگر مجھ سے پنگا لینے کی کوشش کی تو اپنی خیر منانا مسٹر"۔۔وہ اُنگلی اُٹھا کر بولتی بگڑے بگڑے تیوروں سے پاس کھڑی اپنی گاڑی میں

جا کر بیٹھی تھی۔۔شاہ زین نے گلاسس اُتار کر گاڑی میں پھینکے تھے، پھر گاڑی سے ٹشو نکال کر اپنا چہرہ صاف کرنے لگا تھا۔ تبھی وہ زن سے گاڑی بھگا کر لے گئی تھی۔۔

"گئی چڑیل۔۔؟؟"۔۔ پیچھے سے وہ اطمینان سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے نمودار ہوا تھا۔

"تجھے پتا ہے شہزی کسی دن تُو پٹنے والا ہے۔۔اور اُس دن میں ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کروں گا"۔۔وہ ناراضگی سے کہتا ڈرائیونگ سیٹ دوبارہ سنبھال چکا تھا۔۔شاہ زیب آفندی کو پتا تھا کہ اگر وہ گاڑی میں نہ بیٹھا تو وہ گاڑی اُڑا کر لے جاتا۔۔

"دیکھ غلطی میری نہیں تھی۔۔بس ذرا سی ٹکر سے ذرا سا ایک کولڈ ڈرنک کا جگ ہی تو گرا تھا محترمہ پر۔۔ فریحہ کی کال نہ آتی تو میں دیکھ ہی لیتا اُسے"۔۔وہ لاپرواہی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا۔۔

....

شاہ محمد آفندی اللہ لوک انسان، حیدر آباد کے پاس ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہائش پزیر تھے۔۔ تھوڑی بہت زمینیں تھیں۔۔ ایک ہی بیٹا تھا، شاہنواز آفندی اُن کی اکلوتی اولاد جن کی تعلیم کا انہوں نے ہمیشہ خیال رکھا تھا۔۔انٹر کے بعد اُنہوں نے اپنی زمینوں کا کچھ حصہ بیچ

کر بیٹے کو پڑھنے کے لیے کراچی بھیجا۔۔شاہنواز آفندی لگن سے پڑھنے کے ساتھ چھوٹی موٹی جاب بھی کرنے لگے۔۔ MBA کی ڈگری کے بعد شاہنواز نے باقی کی زمینیں بیچ کر کسی کے ساتھ بزنس میں شراکت شروع کی اللہ کا کرم ہوتا چلا گیا اور چند سالوں میں کراچی وہ اپنا چھوٹا سا بزنس کھڑا کر پائے تھے۔۔باپ نے گاؤں چھوڑنے سے انکار کر دیا۔۔ایک دن وہ نکاح کر کے رئیسہ کو گاؤں لے آئے۔۔باپ کچھ بول ہی نہیں سکے۔۔لیکن وہ اپنی یتیم بھتیجی جو شاہنواز کی بچپن کی منگ تھی کے لیے از حد پریشان ہوئے تھے۔۔

"بابا جان میں خود اِس کی شادی اچھے گھر میں کرواؤں گا"۔۔وہ تو یہ کہہ کر کر چلے گئے پیچھے وہ چاچا بھتیجی اُن کی راہ تکتے رہ گئے۔۔

رئیسہ فطرتاً نک چڑھی۔۔اپنے آگے کسی کو کچھ نہ سمجھنے والی عورت تھیں۔۔اللہ کے کرم سے دونوں کا ایک بیٹا ہوا تھا۔۔شاہ زرا بھی پانچ سال کا ہوا تھا۔۔جب شاہ مُحمد آفندی نے شاہنواز کو کال کر کے گھر بُلایا تھا۔۔اُن کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی وہ دوڑے چلے آئے تھے۔۔

"شاہنواز میں قیامت کے دن کیا مُنہ دکھاؤں گا اپنے رب کو۔۔میں مر جاؤں گا میری یتیم بچّی کا کیا ہو گا"۔۔باپ کی حالت دیکھ کر وہ قمر النساء سے نکاح کر بیٹھے تھے۔۔

تین چار دن رہ کر اُنہوں نے پھر پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔۔رئیسہ پھر سے اُمید سے تھیں۔۔ابھی وہ ٹھیک طرح سے خوش بھی نہیں ہو پائے تھے کہ باپ نے بتایا کہ قمر النساء بھی اُمید سے تھیں۔۔اُنہوں نے جانے کے بجائے کچھ پیسے اُنہیں بجھوا دیئے تھے۔۔

وقت کا کام تھا چلنا یہ اللہ کا کرم تھا کہ جس دن رئیسہ کو ہاسپٹل لے جایا گیا اُسی دن قمر النساء کی حالت بگڑی تھی۔۔اُس نے وقت سے پہلے ایک بیٹے کو جنم دیا جس کے تین گھنٹے بعد اللہ نے رئیسہ کو بھی بیٹے سے نوازہ۔۔قمر النساء کی حالت اچھی نہیں تھی۔۔باپ کے اتنی بار بُلانے پر بھی وہ رئیسہ کو چھوڑ کر آنے پر آمادہ نہ ہوئے، قمر النساء جو پہلے ہی اُن کی جُدائی کا درد سہہ رہی تھیں اُن کی اِس درجہ بے حسی پر کچھ دنوں بعد دُنیا ہی چھوڑ گئی تھیں۔۔شاہنواز اُس کے جنازے پر بھی نہ

جا سکے تھے کیونکہ ابھی رئیسہ اُن سے اپنے لاڈ اُٹھوا رہی تھیں۔۔

کچھ دن بعد وہ گاؤں آئے تھے۔۔

"بابا جان اُس کا اِسے پتا چلے گا تو وہ بچّوں کو لے کر چلی جائے گی۔۔میرا گھر برباد ہو جائے گا۔۔میں آپ کو پیسے بجھواؤں گا۔۔آپ اِس کو یہاں اپنے پاس رکھیں"۔۔وہ اپنے لختِ جگر کو ایک نظر دیکھ کر چلے گئے تھے۔۔

قمرالنساء کی اولاد اُس کا بیٹا بھی اُسی کی طرح صابر تھا۔۔چھ سالوں میں وہ صرف چھ سات بار ہی اپنے بیٹے سے مل سکے تھے۔۔ایک دن اچانک اُنہیں بیمار باپ کی کال موصول ہوئی تھی۔۔شاہنواز سب کچھ چھوڑ کر وہاں پہنچے تھے۔۔

"شاہنواز بوجھ اتنا اُٹھاؤ جتنا قیامت کے دن اُٹھا سکو۔۔اِس کی ماں کی یتیمی کا خیال نہیں کیا تم نے۔۔پر یہ تمہاری اولاد ہے۔۔میری سانسیں بس آج کل میں بند ہونے والی ہیں۔۔اِسے باپ کے ہوتے ہوئے در در کی ٹھوکروں سے بچالو"۔۔وہ اُن کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے رو دیئے تھے۔۔اُسی رات کے کسی پہر اُن کا انتقال ہوا تھا۔۔ناچاہتے ہوئے بھی تیسرے دن وہ اُس کا ہاتھ تھامے کراچی یعنی رئیسہ شاہنواز کے گھر لے آئے تھے۔۔

....

"یہ کون ہے بابا۔۔؟؟"۔۔اُس نے چھٹی چھٹی آنکھوں سے باپ کا ہاتھ تھامے اپنے ہی قد جتنے لڑکے کو دیکھا تھا لیکن آنکھیں پھٹنے کی وجہ اُس لڑکے کا ہو بہو اُس کے اپنے جیسا ہونا تھا۔۔وہی آنکھیں، ناک، پیشانی۔۔ہاں بالوں کا اسٹائل اور رنگ مُختلف تھا۔۔اُس کے اپنے بال ڈارک براؤن سائیڈ کی مانگ پر سیٹ تھے جبکہ سامنے کھڑے لڑکے کے بالوں کا رنگ کالا اور بیچ کی مانگ تھی، جو کہ تیل میں لتھڑے ہوئے

تھے۔۔

شاہنواز آفندی گاڑی سے سامان نکلوا رہے تھے۔۔

"تمہاری ممانے تمہیں جیل الاؤ کی ہے واؤ۔۔ہاؤ لکی یو آر۔۔(کتنے خوش نصیب ہو تم)"۔۔وہ اُس کے بالوں کو ذرا سا چھونے لگا تھا جب اُس لڑکے نے جھجک اپنا سر تھوڑا پیچھے کیا تھا۔۔

"تمہارا نام کیا ہے۔۔؟؟"۔۔اُس کو وہ لڑکا اچھا لگا تھا۔۔

"شاہو"۔۔وہ منمنایا تھا۔۔اُس نے وہی نام بتایا جس نام سے اُس کے دادا بُلاتے تھے۔۔

"شاہو۔۔یہ کیسا نام ہے۔۔؟؟۔۔لیکن بہت اچھا نام ہے آئی لائیک اِٹ شاہو (مجھے پسند آیا شاہو)"۔۔وہ اپنی حیرانی ختم کرتا دوستانہ انداز میں بولا تھا۔۔

"شاہ زین۔۔یہ شاہ زین ہے"۔۔شاہنواز آفندی آگے آئے تھے۔۔

"اور شاہ زین یہ شاہ زیب ہے"۔۔اُنہوں نے دونوں کا تعارف کروایا۔۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"اوہ مائی گاڈ بابا۔۔ہی ریز مبلز ٹو می آ لاٹ۔۔سوڈز آور نیمز"

(اوہ میرے اللہ بابا۔۔یہ مجھ سے بہت ملتا ہے۔۔اِسی طرح ہمارے نام بھی)

اُس کی بات پر شاہنواز آفندی نے دونوں بیٹوں کو غور سے دیکھا تھا۔۔وہ سچ کہہ رہا تھا۔۔

وہ دونوں ایک ہی باپ کی اولاد ایک ہی دن پیدا ہونے والے ایسے جُڑواں بھائی تھے جو تین گھنٹوں کے وقفے سے الگ الگ ماؤں کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔۔

....

رئیسہ نے گھر سر پر اُٹھا لیا تھا۔۔شاہنواز آفندی پر بے وفائی کا الزام لگا کر اُنہوں نے اپنا سامان سمیٹ لیا تھا۔۔شاہنواز کو اندازہ تھا اِس طوفان کے آنے کا۔۔

"میرے باپ نے زندگی بھر مجھ سے کچھ نہیں مانگا رئیسہ۔۔پڑا رہے گا ایک کونے میں۔۔اِس کی طرف دیکھنا بھی نہیں تم بس مجھ پر یہ احسان کر دو اِس کو اِس گھر میں تھوڑی سی جگہ دے دو"۔۔اُنہوں نے رئیسہ کے سامنے اپنے دونوں جوڑے تھے۔۔رئیسہ کی ماں نے اُسے

سمجھایا تھا اپنا بسا بسایا گھر چھوڑنا بیوقوفی ہے۔۔شاہنواز آفندی پر احسان کرتے ہوئے اُس نے شاہنواز آفندی کو معاف کیا تھا اور شاہنواز آفندی اُس کا احسان مانتے ہوئے اپنے بیٹے سے بھی غافل ہوئے تھے۔۔۔

رئیسہ نے شاہ زین کے لیے اسٹور روم صاف کروانے کا حکم دیا تھا، جس کی مُخالفت میں گھر میں ایک بھونچال آیا تھا اور وہ لانے والا کوئی اور نہیں اُن کا اپنا لاڈلا بیٹا تھا۔

"یہ میرا بھائی ہے۔۔مائی ٹوئن برو۔۔یہ میرے ساتھ میرے روم میں رہے گا"۔۔اُس کی ضد پر مجبوراً رئیسہ کو شاہ زیب کے کمرے میں دوسرا بیڈ ڈالنا پڑا تھا۔۔شاہ زیب کی یہاں پر بس نہیں ہوئی تھی اُسے ابھی رئیسہ کا اور امتحان لینا تھا۔۔

"یہ میرا ٹوئنی ہے اور ٹوئنز ہر کام ایک جیسا، ایک ساتھ کرتے ہیں۔۔ایک جیسے کپڑے پہنتے ہیں، ایک ہی اسکول ایک ہی کلاس میں پڑھتے ہیں۔۔مماشاہو میرے ساتھ رہے گا بس"۔۔چھ سال کے شاہ زیب آفندی نے شاہ زین آفندی کو اُس کے باپ کے گھر میں وہ حق دلوائے تھے جو اُس کا باپ شاید کبھی نہ کرپاتا۔۔شاہنواز آفندی اپنے چھ سالہ بیٹے کے ممنون ہوئے تھے۔۔

....

"تم میرے ٹوئنی ہو تو تمہیں بلکل میرے جیسا دکھنا چاہیئے تا کہ کسی کو پتا نہ چلے کہ شاہو کون ہے اور شہزی کون"۔۔سب سے پہلے شاہ زیب نے اُس کا ہیر اسٹائل تبدیل کر کے اپنے جیسا سائیڈ کی مانگ پر سیٹ کیا تھا۔۔

"یہ لو ابھی تم میرے کپڑے پہنو۔۔پھر ہم بابا کے ساتھ شاپنگ پر چلیں گے اور بلکل ایک جیسے کپڑے لیں گے"۔۔وہ چُپ چاپ اُس کی ہر بات مانتا گیا تھا۔۔اُس کا ایڈمیشن شاہ زیب کے اسکول میں اُسی کی کلاس میں ہو گیا تھا۔۔ لیکن وہ پڑھائی میں تھوڑا کمزور تھا اُس پر بھی شاہ زیب نے اپنے ٹوئنی کا ساتھ دیا تھا

"کوئی بات نہیں، میں تمہیں ٹرِک بتاؤں گا کہ کیسے یاد کرتے ہیں"۔۔اُس کی ٹرِک کے چھ سات ہفتوں میں ہی قدرتی طور پر ذہین شاہ زین آفندی کلاس کا سب سے ہونہار اور ٹیچرز کا سب سے پسندیدہ بچہّ بنتا گیا جبکہ شاہ زیب آفندی جو کہ ذہین تھا ساتھ ساتھ کلاس کا سب سے شرارتی بچہّ بنتا چلا گیا تھا۔۔اور اُس کی شرارتیں اکثر شاہ زین کو بُھگتنی پڑتی تھیں۔۔

"شاہ زیب آپ نے آیان کو ربر مارا ہے"۔۔ٹیچر نے اُسے کڑے تیوروں سے گھورا تھا۔۔جبکہ آیان روہانسی نظروں سے اُسے گھور رہا تھا۔۔ بریک ٹائم تھا سب کھیل کود میں مصروف تھے۔۔

"میم میں شاہ زین ہوں"۔۔وہ پُر اعتماد لہجے میں بولا تھا۔۔

"میم شاہ زیب نے مجھے پُش بھی کیا تھا زور سے"۔۔ آیان نے دور بیٹھے شاہ زیب کو گھور کر اُس کی شکایتوں میں اضافہ کیا تھا۔۔

"شاہ زیب اِدھر آئیں آپ"۔۔ ٹیچر نے سخت تیوروں سے اُسے گھورا تھا۔۔وہ بھاگتا ہوا آیا تھا۔۔

"آپ نے آیان کے ساتھ مِس بی ہیو(بد تمیزی) کیا ہے"۔۔ ٹیچر کے سخت لہجے پر وہ گھبرایا تھا۔۔

"میم میں شاہ زین ہوں"۔۔وہ تھوک نگل کر بولا تھا۔۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔ایک تو آپ نے مس بی ہیو کیا اوپر سے آپ جھوٹ بھی بول رہے ہیں، میں ڈیوٹی پر موجود اُوپر سے دیکھ رہی تھی" اُنہوں نے اُس کا کان پکڑا تھا۔۔دیکھنے کے باوجود وہ اُن دونوں میں فرق نہیں کر پائی تھیں وہ تو کیا اکثر ٹیچر اور اسٹوڈنٹس اُن دونوں کو پہچاننے میں دھوکا کھا جاتے تھے، جس کا فائدہ شاہ زیب آفندی اٹھاتا اور خمیازہ بھگتنا پڑتا شاہ زین آفندی کو۔۔

....

رئیسہ کی حقارت بھری نظریں، باپ جو اُس کی ہر ضرورت پوری کرتا تھا۔۔ جس نے کبھی اُسے اپنے باقی بچّوں سے کم نہیں سمجھا تھا ایک کام جس میں وہ فرق کر جاتے تھے۔۔ باقی بچّوں کی طرح وہ اُسے کبھی اپنے سینے سے نہیں لگا پائے تھے۔۔

اُن کا چھ سال بڑا بھائی شاہ ذر کے لیے وہ شاہ زیب کی طرح ہی ایک چھوٹا بھائی تھا لیکن اُن دونوں سے چھ سال چھوٹی بہن عائشہ آفندی اپنی ماں کی طرح اپنے سوتیلے بھائی کو دل سے قبول نہیں کر پائی تھی۔۔ اکلوتی چھوٹی بہن جو اپنے دونوں بھائیوں سے اپنے لاڈ اُٹھواتی تھی۔۔ اُس کے لیے اُس کی بہن کے پاس سرد نگاہیں اور چُپ تھی۔۔

عائشہ آفندی اُسے اپنی ماں کی نظر سے دیکھتی۔۔ بچپن میں وہ جب اُس کے پاس آتا تھا، وہ چیخنے لگتی۔۔

" آپ گندے ہیں۔۔ آپ میرے بھائی نہیں ہیں۔۔ بھائی مما کے بیٹے ہوتے ہیں۔۔ آپ میری مما کے بیٹے نہیں ہیں"۔۔ وہ یقیناً سات سال کی بچّی کے الفاظ ہرگز نہیں تھے وہ رئیسہ شاہنواز کے الفاظ تھ جو گیارہ سالہ شاہ زین آفندی کا دل چیر گئے تھے۔۔

یہ تھی شاہ زین آفندی کی زندگی۔۔ لیکن اُس کی اِس درد سے بھری بظاہر پُر سکون زندگی میں ایک ہی وجہ تھی جینے کی۔۔۔

شاہ زین آفندی کی روح، اُس کا دل، اُس کی شہہ رگ، اُس کا محسن، اُس کا یار، اُس کا ٹوئنی، اُس کا بھائی

اُس کے جینے کا سبب۔۔۔

شاہ زیب آفندی۔۔

شاہ زین آفندی اپنی سو جانیں قُربان کرتا اپنے ٹوئنی پر۔۔

حلانکہ کوئی شاہ زین آفندی سے پوچھتا تو چھبیس سال کا ہو جانے کے باوجود وہ اب تک اُس کی شرارتوں کو بھگتا آیا تھا۔۔ لیکن اب فرق صرف یہ تھا کہ وہ اپنے بھائی کی شرارتوں کا خمیازہ بھگتنے کے لیے جی جان سے خود آگے بڑھ کر اُسے ہمیشہ کی طرح بچا لیتا تھا۔۔ لیکن اکثر شاہ زیب آفندی کی شرارتوں پر رئیسہ اپنے بیٹے کے بگڑنے کا الزام اُس پر لگا دیتی تھیں۔۔

"آئی ایم سوری میں آئیندہ خیال رکھوں گا"۔۔وہ نظریں جُھکائے سارا الزام خود پر لے لیتا۔۔ لیکن آج تک اتنے بڑے ہونے کے باوجود شاہ زیب آفندی اپنے ٹوئنی پر کوئی بات نہیں آنے دیتا تھا۔۔

"اوہ مما۔۔ آپ مجھے جانتے ہوئے بھی یہ بات کہہ رہی ہیں۔۔ حلانکہ اب تو فرینڈز، ریلیٹوز، نیبرز بھی یہ بات جان گئے ہیں کہ اصل کلپرٹ (مُجرم) کون ہو گا"۔۔وہ شاہ زین کو آنکھ مار کر ماں کے زہریلے جملوں کا اثر اپنی لاپرواٸی سے زائل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔۔

اکثر لوگ دونوں کو شاہ زین سمجھتے تو کچھ لوگ دونوں کو شاہ زیب۔۔

انٹر کے بعد وہ ACCA کرنا چاہتا تھا لیکن شاہ زیب کا جُھکاؤ MBA کی طرف دیکھ کر وہ اپنے دل کی خواہش دل میں دبا کر اُس کے ساتھ بزنس پڑھنے کو راضی ہوا تھا۔۔ لیکن اُس کا بڑا بھائی پہلے سے اُس کی مرضی جانتا تھا۔۔ اُس نے اُس کو بُلایا تھا۔۔

"زین میں جانتا ہوں تمہیں بزنس میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے پھر۔۔؟؟"۔۔ وہ اُسے کھوجتی نظروں سے دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔

"بھائی شہزی کو پتا چلے گا تو وہ MBA چھوڑ کر ACCA میں ایڈمیشن لے لے گا۔۔ آپ کو پتا ہے ناں اُسے اپنے ٹوئنی کے بغیر کوئی کام کرنا اچھا نہیں لگتا اور اِس بار مجھے پتا ہے وہ بابا کے بزنس کو جوائن کرنے کا اپنا خواب چھوڑ کر میری فیلڈ چُنے گا۔۔ اور میں نہیں چاہتا کہ وہ اتنی بڑی قُربانی دے"۔۔ اُس کی بات پر شاہ ذر آفندی مُسکرایا تھا۔۔ اُس کا یہ بھائی بظاہر ایک چُپ مُطمئن زندگی گُزار رہا تھا پر وہ جانتا تھا کہ شاہ زین آفندی اندر سے بہت گہرا تھا۔۔

جھٹکا تو اُسے تب لگا جب شاہ زیب آفندی نے اُس کے سامنے اپنے BBA کے اور اُس کے ACCA کے جمع شُدہ فارمز کی رسیدیں رکھی تھیں۔۔

"ٹوئنی۔۔کب تک تجھے اپنے ساتھ چمٹائے رکھوں گا۔۔بڑا ہو جا یار۔۔گرو اپ مین"۔۔وہ اُس کے سامنے آکر سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

"تھینک یو شہزی"۔۔شاہ زین نے نم آنکھوں سے اُس کے ہاتھوں سے رسیدیں لی تھیں۔۔

"بٹ آئی ایم گونا مس یو یار شاہو"

(لیکن میں تمہیں یاد کرنے والا ہوں شاہو)

وہ نم لہجے میں کہتا اُس کے گلے لگا تھا۔۔بظاہر کوئی بڑی بات نہیں تھی۔۔اُن دونوں کا ایڈمیشن الگ الگ جگہوں پر ہوا تھا۔۔لیکن دونوں بچپن سے ایک ہی کلاس میں ایک ہی ساتھ بیٹھے تھے، اب زندگی میں پہلی بار جب شاید اُنہیں ایک دوسرے کی سب سے زیادہ ضرورت پڑتی دونوں کو خود سے آگے بڑھنا تھا۔۔

"شہزی تو نے تو لڑکیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا"۔۔شاہ زین نے ہنستے ہوئے اُس کی بھیگی آنکھوں کا مذاق اُڑایا تھا۔۔وہ الگ بات تھی کہ اُس کی اپنی آنکھیں نم تھیں۔۔

"خود کو دیکھا ہے۔۔ملکہ جذبات نہ ہو تو"۔۔شاہ زیب نے اُس کے پیٹ پر گھونسا مارا تھا۔۔کمرا دونوں کے قہقہوں سے گونج رہا تھا۔۔

....

"یہ میرا بیٹا ہے"۔۔وہ لاؤنج کا دروازہ کھول کر اندر آنے کو تھا جب اُس کا موبائل بجا تھا۔۔ صوفے پر براجمان رئیسہ نے مُحبت سے اُس کا تعارف سامنے بیٹھے نفوس سے کروانا چاہا تھا لیکن جب تک وہ مُڑ کر دیکھتیں وہ واپس باہر جا چُکا تھا۔۔ دو تین سیکنڈ بعد اندر قدم رکھنے والے شخص کو دیکھ کر رئیسہ نے لب بھینچے تھے

"اِن سے میں بہت اچھی طرح مِل چکی ہوں"۔۔رُبا اُسے دیکھ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔وہ چونکا تھا۔۔وہ اب سینے پر بازو باندھے اُسے گھور رہی تھی۔۔جو گرے ڈریس پینٹ اور وائیٹ ڈریس شرٹ میں ملبوس تھا شرٹ کی سلیوز فولڈ تھیں، گریبان کا اوپری بٹن کُھلا ہونے کے باوجود گلے میں ڈھیلی ڈھالی گرے لائیننگ والی ٹائی لٹک رہی تھی۔۔دائیں بازو پر گرے کوٹ تھا۔۔وہ حاضرین پر ایک نظر ڈال کر دھیرے سے سلام کرتا آگے بڑھنے کو تھا۔۔

"حالانکہ وہ اچھ۔۔چھی طرح آپ کو اِس بیچارے سے نہیں مجھ سے ملنا تھا۔۔"۔۔جب پیچھے سے اچانک اُس نے اُس کے کندھے پر اپنا بازو پھیلایا تھا۔۔اُسے رُکنا پڑا تھا۔۔رُبا جو اب تک اُس پر سے اپنی نظریں نہیں ہٹا پائی تھی ایک دم چونک کر اُس کے برابر میں دیکھا تھا۔۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔!!۔۔ آئی ایم سرپرائیزڈ"۔۔وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے دونوں کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔اُن دونوں کے لیے یہ نئی بات نہیں تھی۔۔

"رئیسہ تم نے کبھی بتایا ہی نہیں کہ تمہارے جُڑواں بیٹے ہیں"۔۔ تسنیم کے تاثرات بھی بیٹی جیسے ہی تھے۔۔ہمیشہ کی طرح اپنی عزت کا بھرم رکھنے کے لیے وہ کوئی جواب دیئے بغیر بادل ناخواستہ مُبہم سا مُسکرائی تھیں۔۔اپنے اِس تعارف پر رئیسہ کی ناگوار مُسکان نے شاہ زین آفندی کے دل پر برچھی چلائی تھی۔۔اُن کے شوہر نے اُن کے ہوتے ہوئے اُن سے بے وفائی کی تھی جس کا ثبوت ایک بچّے کی صورت میں اُن کے سامنے تھا، رئیسہ شاہنواز کو یہ بات اپنی تذلیل سے کم نہ لگتی اِس لیے وہ پچھلے بیس سالوں سے لوگوں کے اُسے اُن کی جُڑواں اولاد کہنے پر نہ چاہتے ہوئے بھی ہلکا سا مُسکرا دیتی تھیں۔۔

"یس مائی ٹوئنی۔۔شاہ زین آفندی۔۔کولڈ ڈنک سے آپ کو فریش میں نے یعنی کہ شاہ زیب آفندی نے کیا تھا اور آپ اچھی طرح فریش شاہ زین آفندی کو کر آئی تھیں"۔۔شاہ زیب مزے سے بولا تھا۔۔رُبا ابھی تک دونوں کو دیکھتی بے یقینی سے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔

"بائے دی وے آئی ایم رُبا۔۔ آپ کی مما کی بہت اچھی فرینڈ کی بیٹی"۔۔اُس نے خوشدلی سے اپناہاتھ شاہ زین کے آگے بڑھایا تھا۔۔خود پر رئیسہ کی چُبھتی ہوئی نظریں محسوس کرتا وہ اُس کا ہاتھ نظر انداز کرکے ایکسکیوزمی کہہ کر اِدھر اُدھر دیکھے بغیر آگے بڑھ گیا تھا۔۔رُبا نے حیرت سے اُس کی پُشت کو دیکھا تھا

"شاہ زیب آفندی۔۔"۔۔بھائی کی پُشت کو گھورتے ہوئے اُس نے رُبا کا بڑھاہوا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"ایکچولی شاہو کے سر میں درد ہے"۔۔اُس نے خوامخواہ ہی وضاحت دی تھی۔۔

"شاہو"۔۔رُبا نے دلچسپی سے نام دُہراتے ہوئے اُسی طرف دیکھا تھا جہاں وہ غائب ہوا تھا۔۔

"ارے ارے ایسا غضب بھی مت کیجئیے گا شاہو کو اِس نام سے صرف میں اور داداجان بُلا سکتے ہیں۔۔ داداجان ہیں نہیں اِس دُنیا میں اور مجھ پر تو وہ سات خون بھی معاف کر سکتا ہے۔۔ لیکن آپ احتیاط کیجئیے گا"۔۔وہ شرارت سے بولا تھا۔۔رُبا کھلکھلائی تھی۔۔رئیسہ نے مُحبت سے دونوں کی جانب دیکھا تھا۔۔

••••••••

"بھائی اُٹھیں ناں۔۔ میں لیٹ ہو رہی ہوں"۔۔ وہ اُس کے اوپر سے بلینکٹ کھینچتے ہوئے چیخی تھی۔۔ وہ جو اوندھا سویا ہوا تھا کسمسایا تھا۔۔

"میں اب بابا سے آپ کی شکایت کر دوں گی۔۔ دس منٹ میں اگر آپ نہ آئے تو"۔۔ وہ دھمکی دیتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔ وہ کسلمندی سے سیدھا ہوا تھا جبھی وہ واشروم کا دروازہ پورا کھول کر بیڈ پر جمپ مارتا ہوا اُس کے برابر آ گرا تھا۔۔

"چلو بھائی فوراً سے اُٹھو اور بہن کو چھوڑ آؤ شاباش"۔۔ شاہ زیب نے اُس پر سے بلینکٹ چھین کر خود پر لیا تھا۔۔

"لیکن شہزی تُجھے پتا ہے عاشو میرے ساتھ بلکل نہیں جائے گی"۔۔ شاہ زین نے بلینکٹ گھسیٹ کر دوبارہ خود پر لینا چاہا تھا۔۔

" تھورا لیٹ کر دو خود ہی جائے گی"۔۔ اب کے وہ اُس سے بلینکٹ چھیننے کے بجائے اُس کے تھوڑا قریب کھسکتا بلینکٹ میں خود کو چُھپا گیا تھا۔۔

کمرے میں ملگجا اندھیرا ہونے کے باعث عائشہ پہچان ہی نہیں پائی تھی کہ وہ شاہ زیب نہیں شاہ زین ہے۔۔

چھبیس سال کے ہونے کے باوجود وہ ابھی بھی اکثر کمرا شئیر کرتے تھے حالانکہ اُس کے پندرہ سال کے ہونے پر شاہنواز نے اُسے الگ کمرا سیٹ کر کے دیا تھا اُس وقت پھر شاہ زیب کی ضد آڑے آئی تھی۔۔ لیکن سچ تو یہ تھا کہ اُسے بھی اُس کے ساتھ سونے کی عادت پُختہ ہو گئی

تھی۔۔اور یہی بات گاڑی کے ساتھ بھی تھی۔۔شاہنواز آفندی نے دونوں کے اُٹھارہ سال کا ہونے پر دونوں کو الگ الگ گاڑی دینا چاہی تھی۔۔لیکن وہ بڑی خوبصورتی سے ٹال گیا تھا۔۔

"شہزی تیری گاڑی میری گاڑی ہوئی۔۔ویسے بھی ہم ساتھ ہی تو ہوتے ہیں۔۔تو مجھے کالج پِک اینڈ ڈراپ دے دینا"۔۔شاہنواز آفندی جانتے تھے وہ اُن سے گاڑی کبھی نہیں لے گا۔۔اور اب اپنی جاب کے تین سال بعد اُس نے اپنے پیسوں سے چھوٹی گاڑی لی تھی۔۔

شاہ زیب کے کہے مُطابق وہ واقعی لیٹ ہو گیا تھا۔۔وہ جلدی سے اُٹھ کر واشروم بھاگا تھا۔۔

....

"دیکھا مما آپ نے شہزی بھائی کو۔۔میں نے دس منٹ پہلے اُٹھایا ہے اُنہیں۔۔ابھی تک نہیں آئے نیچے۔۔مما میرا ٹیسٹ ہے"۔۔اُس کی روہانسی آواز پر وہ جلدی سے نیچے بھاگا تھا۔۔

"آؤ عاشو جلدی۔۔ہم لیٹ ہو رہے ہیں"۔۔وہ کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔

"آپ۔۔آپ کیوں آئے ہیں۔۔میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی"۔۔وہ اپنا بیگ ڈائننگ ٹیبل پر رکھ کر اُس کی پُشت کو دیکھ کر رئیسہ کو

دیکھنے لگی تھی۔۔

"تم اگر ابھی شہزی کو اُٹھا بھی دو گی تو وہ دس پندرہ منٹ لگائے گا اور تم مزید لیٹ ہو جاؤ گی"۔۔وہ واپس پلٹ کر رسانیت سے بولا تھا۔۔

"مما"۔۔اُس کی بات پر اُس نے مزید رونے والی شکل بنائی تھی۔۔وہ لیٹ ہو رہی تھی۔۔

"میں گاڑی اسٹارٹ کر رہا ہوں آجاؤ"

"اب چلی جاؤ۔۔ شہزی کا تمہیں پتا ہے جاؤ"۔۔وہ چابی اُٹھا کر باہر نکل رہا تھا جب رئیسہ کی آواز اُس کے کانوں میں پڑی تھی۔۔دو تین سیکنڈ بعد وہ مُنہ لٹکائے باہر آئی تھی۔۔

"تھوڑا لیٹ کر دو خود ہی جائے گی"۔۔شاہ زیب کی آواز اُس کے کانون میں گونجی تھی۔۔وہ زیرِ لب آئی مسکان کو سرعت سے چُھپا گیا تھا۔۔پورے راستے وہ خود پر اُس کی نظریں محسوس کرتا آیا تھا۔۔بچپن سے اُس نے اُسے خود کو دیکھتا ہوا پایا تھا۔۔

•••••••

"عائشہ تم میلے اور فیئر ویل کے پیسے لائی ہو۔۔؟؟"۔۔کالج کے گیٹ پر حنا نے اُس سے پوچھا تھا۔۔

"اوپس۔۔!!"۔۔اُس کے قدم رُکے تھے۔۔اُس نے اپنے دونوں ہاتھ مُنہ پر رکھے تھے۔۔ آج اُن کالاسٹ ڈے تھا۔۔کلاسس آج کے بعد ختم تھیں۔۔دو تین دن بعد یہ دونوں فنکشن تھے جس کے پیسے جمع کروانے کا آج آخری دن تھا۔۔اُس کے کچھ دنوں بعد امتحانات۔۔

"نہیں میں بھول گئی"۔۔وہ اپنے لب کاٹتی بولی۔۔

"کیا ہوا عاشو۔۔؟؟"۔۔عقب سے آتی آواز پر عائشہ نے فوراً سے مُڑ کر دیکھا تھا۔ نجانے کیوں اُس کے دل کو سکون ہوا تھا۔۔

"اچھا ہوا شاہ زیب بھائی آپ آ گئے۔۔اب عائشہ تم اِن سے پیسے لے کر جلدی سے اندر آ جاؤ میں جا رہی ہوں"۔۔حنا اُسے شاہ زیب سمجھ کر جوش سے کہتی اندر چلی گئی تھی۔۔

"کتنے پیسے چاہیئے۔۔؟؟"۔۔اُس نے والٹ نکالا تھا۔۔

"فِفٹین ہنڈریڈ"

(پندرہ)

وہ جُھکے سر سے عجیب شرمندہ شرمندہ لہجے میں بولی تھی۔۔

"یہ لو"۔۔اُس نے ہزار کے دو نوٹ بڑھائے تھے۔۔

"مجھ۔۔مجھے صرف ففٹین ہنڈ۔۔"۔۔

"رکھ لو۔۔ چلو جاؤ اب"۔۔شاہ زین نے مُسکراتے ہوئے اُس کا سر تھپتھپایا تھا۔۔

"تھینک یو"۔۔وہ اُس کے ہاتھ سے پیسے لیتی جھجکتے ہوئے بولی تھی۔۔

"عاشو۔۔ بہنیں بھائیوں کو تھینکس نہیں بولتیں اب جاؤ ٹیسٹ مس ہو جائے گا۔۔"۔۔اُس کی بات پر عجیب سے تاثرات میں گھری عائشہ نے قدم کالج گیٹ کی طرف بڑھائے تھا۔۔ لیکن پھر اُس کے دل نے عجیب سی کشش محسوس کی تھی۔۔اُس نے مُڑ کر اُسے دیکھا تھا وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔۔

"کتنا ہینڈسم ہے یار"۔۔ آواز پر وہ پلٹی تھی۔۔ دونوں ہی شاہ زین پر نظریں گاڑھے ہوئی تھیں۔۔اُس کے ماتھے پر ناگوار بل نُمایاں ہوئے تھے۔۔

"سُنو یہ تمہارا بھائی ہے"۔۔وہ دونوں بھاگتی ہوئی اُس کی طرف آئی تھیں۔۔

"ہاں میرے بھائی ہیں یہ اور انگیجڈ ہیں"۔۔وہ اُکھڑے اُکھڑے تیوروں سے کہتی رُکی نہیں تھی۔۔

....

پنک ڈھیلی ڈھالی کُرتی وائیٹ اسٹریٹ ٹراؤذر، کندھے سے تھوڑے نیچے آتے بلکل سیدھے سلکی بال کُھلے تھے۔۔

گاڑی کا بونٹ زور سے نیچے کرتی جھنجھلائی جھنجھلائی وہ بلاشبہ وہی تھی۔۔کچھ آگے جا کر وہ بے اختیار گاڑی روک گیا تھا۔۔

"اُفف یہ کریم والے بھی لگتا ہے سو رہے ہیں"۔۔وہ جھنجھلائی ہوئی سی موبائل پر اُنگلیاں چلا رہی تھی، اُس کی بڑبڑاہٹ وہ سُن چُکا تھا۔۔

"کیا ہوا، دھوکا دے گئی کیا۔۔؟؟"۔۔وہ آنکھوں پر گلاسس چڑھائے اُسے دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔

"آں ہاں۔۔!!"۔۔رُبا نے چونک کر اُسے دیکھا تھا۔۔وائیٹ ٹی شرٹ بلیک ٹراوذر وہ رف حلیے میں اُس کے سامنے تھا۔۔

"بس چلتے چلتے رُک گئی"۔۔اُس نے گاڑی کا بونٹ کھولا تھا۔۔رُبا نے اُس کے چہرے پر کچھ تلاشنا چاہا تھا۔۔

"اِن مُحترمہ کا موڈ مکینک کے پاس جانے کا ہو رہا ہے"۔۔وہ بونٹ نیچے کرتا ہلکے پھلکے انداز میں گویا ہوا۔۔

"اوہ لیکن مجھے اپنا تھیسس سبمٹ کروانا تھا"۔۔وہ مایوسی سے بولی تھی۔۔

"آپ گاڑی لاک کر دیں۔۔ میں ڈراپ کر دیتا ہوں آپ کو۔۔ اگر آپ کو مُناسب لگے تو"۔۔ وہ اپنی کلائی موڑ کر گھڑی دیکھتا بولا۔۔ عائشہ کو ڈراپ کرتے ساڑھے آٹھ بج چکے تھے۔۔ اُسے پتا تھا وہ آفیس سے لیٹ ہو جاتا اُس کے باوجود وہ اُسے آفر کر گیا تھا۔۔ ہاتھ جھاڑتے ہوئے اُس نے اپنے گلاسس اُتارے تھے۔۔ ایک لمحہ لگا تھا رُبا کے چہرے پر بکھرتے رنگ اُسے ٹھٹکا گئے تھے۔۔

"آپ۔۔ آپ تو شاہ زین ہیں"۔۔ وہ چمکتی آنکھوں اور خوبصورت مُسکان سے ایسے بولی جیسے اُس نے اُسے پہچاننے کا کوئز دیا تھا۔۔ ایک مدھم مُسکان اُس کے لبوں پر آکر دم توڑ گئی تھی۔۔

"غلط۔۔ میں شاہ زیب ہوں"۔۔ وہ آنکھوں پر گلاسس دوبارہ لگاتا اُسے خود سے آگے چلنے کا اشارہ کرتا بولا۔۔

"ہو ہی نہیں سکتا"۔۔ جواب یقین سے آیا تھا۔۔

"اتنا یقین کیوں۔۔؟؟؟۔۔ حلانکہ پہلے تو آپ نہیں پہچانی تھیں۔۔؟؟"۔۔ گاڑی میں بیٹھ کر اُس نے گلاسس اُتار کر چابی لگائی تھی۔۔ وہ نظریں اُس پر جمائے اُس کے پہلو میں آکر بیٹھی تھی۔۔ وہ اُس کا خود کو کھوجتی ہوئی نظروں سے دیکھنے کا جتا گیا تھا۔۔

"یہ آپ کی آنکھیں۔۔ شاہ زیب کی آنکھیں براؤن ہیں۔۔ اور آپ کی۔۔"۔۔ وہ بے تکلفی سے بولتی بولتی چُپ ہوئی تھی۔۔

"اور میری۔۔؟؟"۔۔ نجانے کیوں وہ بے ساختہ پوچھ گیا تھا۔۔رُبا کا دل کیا کہہ دے۔۔

"سیاہ گہری۔۔ جیسے بہت کچھ کہہ رہی ہوں۔۔اِن کو ایک نظر دیکھ کر لگتا ہے بندے کو اپنے حصار میں جکڑ رہی ہیں"۔۔ لیکن جب بولی تو فقط اتنا کہ

"کلر ڈیفرنس۔۔ آپ کا آئی کلر بلیک ہے"۔۔دوسری مُلاقاتوں میں رُبابلال اُس کی آنکھوں کا رنگ جان گئی تھی۔۔جو شاہ زیب اور شاہ زین میں واضح فرق تھا۔۔وہ لڑکی اُسے چونکا گئی تھی۔۔

•••••••••

"اُففف اماں۔۔!!"۔۔اُس نے جیسے ہی دروازہ کھولا تھا سامنے ہی وہ کھڑا اپنی شرٹ اُتار رہا تھا۔۔

"استغفراللہ۔۔!!استغفراللہ..!!"۔۔وہ دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھے استغفار کرنے میں مصروف تھی۔۔ جبکہ وہ شرٹ کو گردن سے نکالے وہیں کھڑا اِس عجیب وغریب مخلوق کو دیکھ رہا تھا۔۔دونوں ہاتھ ابھی تک شرٹ کی آستینوں میں ہی رہ گئے تھے۔۔

"سُنو تمہیں کس نے بتایا تھا کہ میرے کمرے میں استغفار کرنے سے تمہارے گُناہ معاف ہو جائیں گے"۔۔وہ آستینیں بھی اُتار تا اُس کے

پاس آیا تھا جو ہنوز ویسے ہی کھڑی تھی۔۔

"مم۔۔میں تو عا۔۔عائشہ کے کمرے۔۔استغفر اللہ آ۔۔آپ کپڑے تو پہن لیں"۔۔وہ جو اپنے آنے کی وجہ بیان کرنے کی کوشش کرتی آنکھوں سے ہاتھ ہٹانے لگی تھی اُسے اب مُکمل شرٹ کے بنا اپنے مُقابل دیکھ کر نہ صرف پھر سے آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی بلکہ اب کہ بڑی تیزی سے پلٹی بھی تھی۔۔سارے جسم کا خون سمٹ کر چہرے میں آسمایا تھا۔۔

"واٹ۔۔!!استغفر اللہ"۔۔اُس کے 'آپ کپڑے تو پہن لیں' والی بات شاہ زیب کو استغفر اللہ کہنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔اُس نے تڑپ کر نیچے دیکھا تھا۔۔شُکر ہے جینز موجود تھی۔۔

"اِدھر دیکھو۔۔کپڑے پہنے ہیں میں نے تمہیں کیا لگتا ہے میں۔۔"۔۔قبل اس کے کہ وہ خود پر لگے اِس الزام سے خود کو بری کرنے کے چکر میں مزید اُلٹی سیدھی بکواس کر جاتا وہ سرعت سے اُس کی بات کاٹ گیا تھا۔۔

"عاشو کا کمرا برابر والا ہے"۔۔آواز پر اُس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔وہ دروازے پر کھڑا صورتحال کا اندازہ کر رہا تھا لیکن شاہ زیب کا حلیہ اور ماہ رُخ کے آنکھوں پر ہاتھ اُسے سیکنڈ لگے تھے سب کچھ سمجھنے میں۔۔

"شاہ۔۔شاہ زین بھائی مم۔۔میں۔۔"۔۔وہ مارے شرم کے ہڑبڑاہٹ میں بات ادھوری چھوڑ کر باہر بھاگی تھی۔۔

"یہ کیا تھا۔۔؟؟"۔۔وہ کُھلی کُھلی حیران نگاہوں سے دروازے کو دیکھ رہا تھا۔۔

"داداجان کی بھائی کی پوتی ہے"۔۔وہ اطمینان سے بولتا ہوا اندر آیا تھا۔۔

"لیکن میں نے کپڑے پہنے تو ہیں"۔۔وہ اپنے جینز کی طرف دونوں ہاتھ کر تا صدمے سے چلایا تھا۔۔

"وہ شرٹ کی بات کر رہی تھی۔۔۔۔یہ لو۔۔یہ پہن لو۔۔ معصوموں کو گُناہ گار مت کرو"۔۔وہ اُس پر شرٹ اُچھالتا بولا۔۔

شاہ زین اُسے تفصیل بتانے لگا تھا۔۔اُس کے ماں باپ عُمرے پر گئے تھے وہ کچھ دن یہاں رہے گی۔۔ابھی نیچے اُس سے تعارف ہوا تھا تبھی وہ اُس کا نام لے گئی تھی۔۔

"واؤ مطلب تیری رشتے دار"۔۔شاہ زیب نے شرٹ کیچ کر کے دلچسپی سے ہونٹ سُکڑے تھے۔۔

"سُنا ہے استغفار پڑھنے سے شیطان غائب ہو جاتے ہیں، تُو تو دور ہی رہنا کہاں ڈھونڈتا پھروں گا تُجھے۔۔!"۔۔شاہ زین نے اُسے باور کروایا تھا۔۔

"غائب ہونے والے تو ہم بھی نہیں ہیں"۔۔وہ شیشے سے اُسے آنکھ مارتا بال بنانے لگا تھا۔۔شاہ زین نے دائیں بائیں سر ہلایا تھا۔۔

....

اتوار کا دن تھا۔۔سب ہی گھر پر تھے۔۔وہ صوفے پر لیٹا فٹبال کا میچ دیکھ رہا تھا جب سفید آنچل سر پر ڈالے وہ کچن سے نکلی تھی۔۔اُسے دیکھ کر اُس کی آنکھیں شرارت سے جگمگائی تھیں۔۔وہ اُٹھ کر بیٹھا تھا۔۔

"ایک کپ چائے مل جائے گی"۔۔وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔۔

"یہ دونوں تو بلکل ایک جیسے ہیں۔۔لیکن یہ پکا زین بھائی ہیں"۔۔وہ ایک دو پل اُس کے چہرے کو غور سے دیکھتی رہی تھی۔۔وہ سمجھ گیا تھا وہ کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔۔

"کیا ہوا بھئی نہیں پلانی کیا۔۔؟؟"۔۔وہ مسکرایا تھا۔۔وہ جھینپی تھی۔۔

"آپ شاہ زین بھائی ہیں ناں۔۔؟؟"۔۔وہ اُنگلی اُٹھا کر اُس کے چہرے کو دیکھ کر کچھ اُلجھن سے پوچھ رہی تھی۔۔ہونٹوں پر آئی ہنسی کو اُس نے بڑی مشکلوں سے روکا تھا۔۔پھر سرعت سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"دیکھا میں نے آپ کو پہچان لیا ناں۔۔ میں ابھی لاتی ہوں"۔۔ وہ ایسے خوش ہو کر پلٹی تھی جیسے معرکہ مارا ہو۔۔ جبکہ وہ بے آواز ہنستا ہوا ٹی وی کی جانب مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"بھائی آپ کی گاڑی میں میرے نوٹس رہ گئے تھے۔۔ وہ نکال کر دیں پلیز۔۔ کل بھی آپ گاڑی لے کر چلے گئے تھے"۔۔ جبھی اوپر سے عائشہ اُسے حکم دیتی پھر غائب ہوئی تھی۔۔ وہ بادل نخواستہ اُٹھ کر باہر گیا تھا۔۔

کچھ لمحوں بعد وہ چائے لے کر آئی تھی۔۔ وہ سامنے سے سیڑھیاں اُترتا آرہا تھا۔۔

"شاہ زین بھائی یہ لیں چائے"۔۔ اُس نے مُسکرا کر کپ اُس کے آگے بڑھایا تھا۔۔ ایک پل کے لیے وہ حیران ہوا تھا۔۔

"کیا ہوا لیں ناں۔۔ ابھی آپ ہی نے تو کہی تھی بنانے کو"۔۔ اُس کی بات پر اُس نے مُسکرا کر کپ تھاما تھا۔۔

"تھینکیو ٹوئنی۔۔"۔۔ وہ کپ تھامے صوفے پر بیٹھنے کو تھا جب وہ دور سے ہی چلایا تھا۔۔

"اوئے خبردار یہ میری چائے ہے۔۔"۔۔ اُس کی آواز پر اُس کے سیڑھیوں کی جانب بڑھتے قدم رُکے تھے وہ پلٹی تھی۔۔

"میرے نام کی چائے تھی، تو اصولاََ پینی بھی مجھے ہی چاہیئے"۔۔ وہ اطمینان سے بولتا کپ ہونٹوں سے لگا گیا تھا۔۔ وہ اب حیرت سے دیکھتی

دونوں کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ مسئلہ یہ تھا کہ دونوں نے ہی بلیک ٹی شرٹ پہنی تھی۔۔

"لیکن بنوائی میں نے تھی۔۔ اِدھر لا"۔۔ شاہ زیب نے اُس کے ہاتھوں سے کپ چھین کر اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا۔۔

"آپ دونوں میں سے شاہ زین بھائی کون ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ دونوں کو حیرت سے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔۔ شاہ زیب کے مُنہ سے چائے فوارے کی طرح نکلی تھی۔۔ شاہ زین بھی اپنا قہقہہ نہیں روک پایا تھا۔۔

"میں شاہ زین ہوں۔۔ چائے میں نے بنوائی تھی"۔۔ شاہ زین نے اُس کے ہاتھ سے کپ چھینا تھا بیچاری چائے چھلکی تھی۔۔

"ایکسکیوز می۔۔ تم اوپر سے آ رہے تھے شاہ زین یعنی کے میں باہر گیا تھا"۔۔ شاہ زیب نے زبردستی اُس کے ہاتھ سے کپ لے کر گھونٹ لیا تھا۔۔ وہ آنکھیں پھاڑے دونوں کو آدھی چائے پیتے کم گراتے زیادہ دیکھ رہی تھی۔۔ پورا لاؤنج اُن کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔۔

جبکہ اُوپر کھڑی اُن دونوں کی بہن بھی آنکھیں پھاڑے اپنے چھبیس سالا بھائیوں کو بچّہ بنے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔ بچّے ہو تم لوگ۔۔" اچانک شاہ ذر کی دھاڑ پر دونوں چُپ ہوئے تھے۔۔

"سارا کارپٹ خراب کر دیا"۔۔ رئیسہ نے ناگواری سے شاہ زین کو گھورا تھا جیسے وہ اب بھی وہی چھ سالہ بچّہ ہو۔۔

"شاہ زین کی وجہ سے"

"شاہ زیب نے گرائی ہے"

دونوں اُنگلی اُٹھا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر اب کے دُرست نام لے گئے تھے۔۔پھر دونوں کا ہی زوردار قہقہہ گونجا تھا۔۔شاہ ذر دونوں کو دیکھتے ہوئے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا جبکہ رئیسہ اُسے ناگواری سے گھورتے ہوئے۔۔

"سُنو تمہیں کچھ پوچھنا ہے۔۔؟؟"۔۔شاہ زیب نے اپنی ہنسی روک کر سامنے کھڑی حیران پریشان سی ماہ رُخ سے پوچھا تھا جو ہڑبڑاتے ہوئے نفی میں سر ہلاتی اوپر بھاگی تھی۔۔دونوں ایک بار پھر اپنی ہنسی قابو نہیں کر پائے تھے۔۔شاہ زین نے اُس کے ہاتھ سے کپ لے کر چائے کا آخری گھونٹ لیا تھا۔۔

....

وہ دونوں کیفے میں بیٹھے تھے جب سامنے سے آتی شخصیت کو دیکھ کر وہ چونکا تھا۔۔

"میں لیٹ تو نہیں ہوئی۔۔؟؟"۔۔وہ اُس پر نظریں جمائے مُسکراتے ہوئے شاہ زیب سے پوچھ رہی تھی۔۔شاہ زین نے غیر محسوس انداز

میں نظروں کازاویہ بدلا تھا۔۔

" بلکل بھی نہیں۔۔میں اور شاہو تو دیر تک یہاں بیٹھتے ہیں۔۔اور آج تو ایک خوبصورت خاتون ہمارے ساتھ چائے پی کر ہمیں شرف بخشیں گی"۔۔شاہ زیب کی بات پر وہ کھکھلائی تھی۔۔

" یہ خاتون کس کو کہا تم نے۔۔؟؟"۔۔پھر کڑے تیوروں سے استفسار کر رہی تھی۔۔

"اوہ یہ تو واقعی سنگین جُرم ہو گیا ہم سے۔۔معذرت قبول کریں خوبصورت لڑکی"۔۔شاہ زیب اپنے سینے پر ہاتھ رکھتا جُھکا تھا۔۔وہ پھر کھکھلائی تھی۔۔

اُس کے دلکش چہرے سے بمشکل نظریں چُرا کر وہ لب بھینچ گیا تھا۔۔اُس کے کانوں میں رئیسہ اور اپنی بھابھی انعم کی گفتگو لہرائی تھی جو ڈائینگ ٹیبل پر یقیناً اُسی کو سُنانی چاہی تھی رئیسہ نے۔۔

"انعم تمہیں رُبا کیسی لگتی ہے"۔۔رئیسہ نے ایک نظر اُسے دیکھ کر انعم کو دیکھا تھا۔۔

"مما بہت اچھی لڑکی ہے۔۔کیا آپ کچھ سوچ رہی ہیں۔۔؟؟"۔۔وہ اپنے دو سالہ بیٹے شہیر کے مُنہ میں نوالہ ڈالتی شرارت سے پوچھ رہی

تھی۔۔

"بلکل میں اُسے تمہاری دیورانی بنانے کا سوچ رہی ہوں"۔۔وہ کن اکھیوں سے شاہ زین کو دیکھ کر بولیں لیکن وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ ناشتے میں مصروف رہا تھا۔۔

"اوہو۔۔تو مما آپ نے میرے دیوروں میں سے اُمیدوار۔۔"۔۔وہ شاہ زین کو شرارتی نگاہوں سے دیکھتی اِس سے پہلے کے بات مکمل کرتی رئیسہ نے ناگواری سے اُس کی بات کاٹی تھی۔۔

"شاہ زیب۔۔دونوں کی انڈرسٹینڈنگ بھی لگتی ہے اور دونوں ساتھ اچھے بھی لگتے ہیں"۔۔وہ ویسے ہی بیٹھا اپنے کام میں مصروف رہا تھا۔۔ ویسے بھی رئیسہ اُسے جو باور کروانا چاہ رہی تھیں کرواچکی تھیں۔۔اور اب اِس لڑکی کی آنکھوں میں وہ اپنے لیے جو جذبات محسوس کر رہا تھا وہ اُس کے لیے کسی طوفان سے کم نہیں تھے۔۔رہا شاہ زین آفندی کا اپنا دل تو اِس بیچارے کی تو اُس نے خود کبھی نہیں سُنی تھی۔۔

"اوہ بھائی کہاں کھو گئے ہو۔۔!!"۔۔شاہ زیب نے اُس کے آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی تھی۔۔وہ جو اپنے خیالوں میں گُم بھینچے لبوں اور سرد تاثرات کے ساتھ سامنے دیوار کو گھور رہا تھا ایک دم ہوش کی دُنیا میں آیا تھا۔۔ نظر اُس پر پڑی تھی جو آنکھوں میں استعجاب لیے اُسی کو

دیکھ رہی تھی۔۔وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔۔

"کچھ نہیں۔۔میرے سر میں درد ہے۔۔میں گاڑی لے کر جا رہا ہوں۔۔تُو کیب کروا کر آجانا"۔۔وہ گاڑی کی چابی اُٹھا کر رُکا نہیں تھا۔۔

"اوئے شاہو۔۔یہ کیا بے ہودگی ہے۔۔رُک یار"۔۔وہ پیچھے سے چلاتا رہا تھا۔۔

"ایک نمبر کا کمی۔۔"۔۔اُس نے سر گھما کر رُبا کو دیکھنا چاہا تھا لیکن رُبا کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹکا تھا۔۔

اُن جگمگاتی آنکھوں کے دیپ جو ابھی کچھ دیر پہلے اُس کی موجودگی میں جگمگا رہے تھے، واضح بُجھے تھے۔۔

....

وہ اُسے ڈراپ کرنے گھر آئی تھی اُن دونوں کو ساتھ دیکھ کر رئیسہ کی خوشی میں اضافہ ہوا تھا۔۔لیکن وہ بُجھے بُجھے چہرے کے ساتھ اُن سے مل کر واپس چلی گئی تھی۔۔

"شہزی تم دونوں کی لڑائی ہوئی ہے۔۔؟؟"۔۔رئیسہ رُبا کے تاثرات دیکھ کر ٹھٹکی تھیں، وہ اُنہیں رُبا کے سر میں درد کا کہہ کر اُوپر آیا تھا۔۔

"یہ کیا طریقہ تھا شاہو۔۔؟؟"۔۔وہ اُس پر سے بلینکٹ کھینچتا ہوا اُس پر برس پڑا تھا۔۔

"وہ تمہاری دوست ہے مجھے مت گھسیٹا کر"۔۔شاہ زین نے دوبارہ اپنا چہرہ بلینکٹ میں چُھپایا تھا۔۔

"ایک منٹ اِدھر دیکھ ذرا۔۔!"۔۔اُس نے پھر سے بلینکٹ کھینچا تھا۔۔

"کیا چاہتا ہے شہزی۔۔میں گھر سے باہر چلا جاؤں۔۔؟؟"۔۔وہ اب کے ناگواری سے بولتا اُٹھ بیٹھا تھا۔۔آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں۔۔

"وہ تجھے پسند کرتی ہے شاہو اور میں لکھ کر دے سکتا ہوں کہ تو یہ بات جانتا ہے اور یہی تیرے بھاگنے کی وجہ ہے"۔۔وہ شاہ زیب آفندی تھا جو لفظ لفظ اُسے پڑھتا آیا تھا۔۔اُس کے بلکل ٹھیک اندازے پر شدتِ جذبات سے شاہ زین کا چہرہ سُرخ ہوا تھا

"اور تو یہ بکواس اتنے یقین سے کیسے کر سکتا ہے۔۔؟؟"۔۔خود پر قابو پا کر سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے اُس نے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بے تاثر لہجے میں پوچھنا چاہا تھا۔۔

"میں اُس لڑکی سے تین چار بار مل چکا ہوں اور تمہیں پتا ہے وہ میرے ہر ٹاپک میں تجھے لے آتی ہے"۔۔اُس کی بات پر شاہ زین کے دل کی دھڑکن رُکی تھی۔۔

"اور آج تمہارے اِس طرح جانے پر۔۔"۔۔لیکن پھر رئیسہ کی بات نے اُس کے دل کو خوش گمانیوں سے نکالا تھا۔۔

"یہ اُس کا مسئلہ ہے میرا نہیں شہزی۔۔اب اگر تیری اجازت ہو تو میں سو جاؤں۔۔؟؟۔۔میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے"۔۔وہ اپنے دل کے کرب کو سر کے درد میں لپیٹ کر اُس کے آگے ہاتھ جوڑ گیا تھا۔۔

"مر۔۔کمینہ نہ ہو تو۔۔ایٹیٹیوڈ تو دکھانا ہے ناں شاہ زین آفندی نے۔۔اتنی پیاری لڑکی خود دیدہ دل بچھا کر اِن کی ایک نگاہ کی مُنتظر جو ہے"۔۔وہ اُس کے سر پر تکیہ مارتا جلے بُھنے انداز میں اُس کے کمرے سے نکلا تھا۔۔

"اُففف"۔۔شاہ زین آفندی کے وجود میں مخصوص اذیت کی لہر دوڑی تھی جس نے بچپن سے اُسے اپنے تکلیف میں جکڑے رکھا تھا

....

وہ چائے بنانے کچن میں آیا تھا لیکن پھر اُسے دیکھ کر دروازے پر رُکا تھا۔۔ہرا ڈوپٹہ ہمیشہ کی طرح سر پر لیا ہوا تھا۔۔ماہ رُخ کی اُس کی جانب پُشت تھی۔۔وہ شرارتی مُسکان لبوں میں دبائے اندر داخل ہوا تھا۔۔قریب آنے پر لگا وہ کچھ گُنگنا رہی تھی۔۔

رفتہ رفتہ وہ میری ہستی کا ساماں ہو گئے

پہلے جاں، پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں ہو گئے

رفتہ رفتہ وہ میری۔۔

"پھر بات آگے بڑھی یا وہ وہیں تک رہ گئے۔۔؟؟"۔۔ پیچھے سے آتی آواز پر وہ اُچھلی تھی نتیجتاً چائے مگ کے بجائے اُس کے ہاتھ پر آ گری تھی۔۔اُس نے ہونٹوں سے بر آمد ہونے والی چیخ کا خود ہی گلا گھونٹا تھا۔۔

"دِکھاؤ"۔۔اُس نے بے اختیار اُس کا ہاتھ تھامنا چاہا تھا جب وہ ایک جھٹکے سے چُھڑا گئی تھی۔۔

"مم۔۔میں ٹھی۔۔ٹھیک۔۔ہوں"۔۔مارے تکلیف کے اُس سے جُملہ پورا ہونا محال ہوا تھا۔۔

"اِدھر دکھاؤ اسٹوپڈ لڑکی"۔۔اُس نے زبردستی اُس کا ہاتھ تھام کر سنک کے نیچے لا کر پانی کھول دیا تھا۔۔سُرخ چہرہ، جو کچھ خجالت کے باعث تھا کچھ ہاتھ کی جلن کے باعث۔۔ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے وہ آنکھیں میچے کھڑی تھی۔۔آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔اُسے اُس پر سے نگاہیں ہٹانی مُشکل ہوئی تھیں۔۔

"ٹھیک ہے اب۔۔بھائی"۔۔اُس کے ہاتھ چُھڑانے پر وہ ہوش میں آیا تھا۔۔ لیکن اُس کے بھائی بولنے پر اُس نے کچھ بدمزہ ہو کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"اِس پر کچھ لگالو۔۔ میں آئینمنٹ لے آتا ہوں"۔۔وہ اُس کے ہاتھ کو دیکھ کر بولا

"نن۔۔ نہیں بھائی۔۔ کوئی اتنا نہیں جلا۔۔ میں بس ڈر گئی تھی۔۔"۔۔وہ اپنے ہاتھ کو بغور دیکھتی اپنی ہی بیوقوفی کو مانتی دھیرے سے مُسکائی تھی۔۔۔وہ جو اُس کے بھائی بولنے پر کچھ کہنے کو تھا اُس کی آنسوؤں میں گھلی مُسکان کو دیکھ کر پھر سے سب بھولا تھا۔۔

"مطلب میری آواز سے تم ڈر گئی"۔۔وہ اُس کے پُرنور چہرے کی ملائمت کو دیکھ رہا تھا۔۔

"ارے نہیں بھائی۔۔ میں اپنے خیال میں تھی"۔۔وہ پھر سے شرم میں گھری تھی۔۔

"استغفراللہ۔۔ پھر بھائی میری حرکت پر مُحترمہ کو اللہ یاد آگیا تھا اور خود جو کب سے بھائی بھائی کی رٹ لگائے ہوئے ہے"۔۔وہ اُس کی موجودگی فراموش کرکے جلے دل سے بڑبڑانے لگا تھا۔۔

"کک کیا ہوا شاہ زین بھائی۔۔ آپ کو کچھ چاہیئے تھا۔۔؟؟"۔۔وہ گھبرائی تھی۔۔۔

شاہ زین مطلب وہ کب سے شاہ زین کو بھائی بول رہی تھی۔۔

"شاہو، تو نہ ہوتا تو میں کیا کرتا"۔۔وہ اب ہنستے ہوئے زور سے بولا تھا۔۔ماہ رُخ کو اُس کی طبعیت ٹھیک نہیں لگی تھی۔۔

"شاہ زین۔۔بھائی آ۔۔ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔۔؟؟"..وہ ازحد اُلجھن سے اُسے مُسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔

"بلکل ٹھیک ہوں ہاں اگر ایک کپ چائے مِل جائے تو مزید فریش ہو جاؤں گا"۔۔ آواز دروازے سے آئی تھی اُس نے چونک کر سامنے دیکھا تھا۔۔ سامنے کھڑے شاہ زیب نے بغیر مُڑے اپنے دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈال کر قہقہہ لگایا تھا۔۔ماہ رُخ کا چہرہ شرم و خجالت سے کچھ اور سُرخ ہوا تھا۔۔

"آ۔۔ آپ شاہ زین بھائی نہیں ہیں"۔۔وہ کہہ کر آگے بڑھی تھی، پھر شاہ زین کی سائیڈ سے ہوتی باہر چلی گئی تھی۔۔

"یار کیا مخلوق ہے یہ۔۔؟؟"۔۔وہ پلٹا تھا۔۔

"تجھ سے گھنٹوں گپے لگا رہی تھی جہاں پتا چلا کہ تو نہیں میں ہوں تو نائنٹیز کی ہیروئنز کی طرح شرما کر چلی گئی"۔۔وہ ازحد بدمزہ ہوا تھا۔۔

"میرے بھائی تو جس حُلیے میں اِس سے پہلی بار مل چُکا ہے اور جس مزاج کی یہ موصوفہ ہیں قوی امکان ہے کہ یہ قیامت تک تجھ سے شرماتی ہی رہے گی"۔۔وہ ہمدردی میں اُس کا کندھا تھپتھپاتا ساس پین اُٹھا گیا تھا۔۔

"بندہ اب اپنے کمرے میں بھی شرٹ نہ اُتارے"۔۔وہ بھنا کر کہتا باہر جانے لگا تھا۔۔شاہ زین نے پلٹ کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"کہاں جارہا ہے۔۔؟؟چائے نہیں پیئے گا۔۔؟؟"

"نہیں مجھے کچھ کام ہے،ابھی آیا بس"۔۔وہ رُکا نہیں تھا۔۔

....

"ماہ رُو تم نے بتایا نہیں تمہارا ہاتھ جل گیا تھا"۔۔عائشہ بولتی ہوئی کمرے میں آئی تھی۔۔وہ جو اپنے ہاتھ کی تکلیف کو پھونکیں مار مار کر کم کر رہی تھی ایک دم چونکی تھی۔۔

"نہیں بس۔۔ذرا سی چائے گری تھی"۔۔وہ اُسے دیکھ کر بمشکل مُسکرائی تھی۔۔

"بھائی نے سخت تاکید کی ہے کہ فوراً سے یہ آئینمنٹ تمہیں لگاؤں۔۔اِدھر دو"۔۔اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔وہ نرمی سے اُس کے ہاتھ پر آئینمنٹ لگا رہی تھی پر اُس کے لیے سوچوں کا دروازہ کھول گئی تھی۔۔ابھی بمُشکل دس منٹ ہی گُزرے ہوں گے وہ فوراً سے اُس کے لیے دوا لے آیا تھا۔۔اُس کے لب مُسکرائے تھے۔۔

"پاگل لڑکی تم مُسکرا رہی ہو۔۔اتنا ریڈ ہو گیا ہے"۔۔عائشہ نے اُس کی مُسکراہٹ کو حیرت سے دیکھا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں"۔۔ دل کا حال عیاں ہونے کے ڈر سے وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔۔

"اُفف ماہ رو تم کتنی کیوٹ ہو"۔۔ عائشہ نے بے ساختہ ہنستے ہوئے اُسے گلے سے لگایا تھا۔۔ جبھی اُس کی نظر دروازے پر کھڑے وجود پر پڑی تھی جو اُس کی اِس پیاری ادا پر نہال ہو تا وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔۔ اُس کا دل رُکا تھا۔۔ بے ربط دھڑکنوں کے ساتھ اُس نے اپنا چہرہ عائشہ کے کندھے میں چھپایا تھا۔۔ اُس کی یہ حرکت کسی کے دل پر مزید وار کر گئی تھی۔۔

....

"واٹ مام۔۔!! یو مین شاہ زیب"

(کیا مام۔۔!! آپ کا مطلب ہے شاہ زیب)

وہ اُچھلتی نہیں تو اور کیا کرتی۔۔

"ہاں بھئی ابھی تو رئیسہ نے اشارے کنایوں میں ارادہ ظاہر کیا ہے۔۔ ویسے شاہ زیب مجھے بھی بہت پسند ہے۔۔ فیملی بھی اچھی ہے"۔۔ وہ بیٹی کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ کو بغور دیکھنے لگی۔۔ جو چپ چاپ سر جھکائے بیٹھی اُن کو سُن رہی تھی۔۔

"اگر بات اُس فیملی کی ہے مام تو شاہ زین کیوں نہیں۔۔؟؟"۔۔وہ ہنوز جُھکے سر سے بولتی اُنہیں جھٹکا دے گئی تھی۔۔

"لیکن تمہاری انڈر سٹینڈنگ تو شاہ زیب کے ساتھ ہے"۔۔اُن کی بات پر اُس نے سر اُٹھایا تھا

"انڈر سٹینڈنگ ہونے کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ بندہ شادی کر لے آپس میں۔۔وی آر جسٹ گُڈ فرینڈز مام"۔۔نجانے کیوں وہ جھنجھلائی تھی۔۔

"اور شاہ زین۔۔؟؟۔۔کیا اُس نے تم سے کچھ کہا ہے۔۔؟؟"۔۔وہ بغور اُس کا جھنجھلایا ہوا انداز دیکھ رہی تھیں۔۔

"آپ پلیز مجھے کچھ ٹائم دیں صرف دو تین دن۔۔پھر میں آپ کو اپنا جواب دوں گی تب تک آپ رئیسہ آنٹی سے اِس ٹاپک پر کوئی بات نہیں کریں گی پلیز مام۔۔اِٹس آ ریکوئسٹ"۔۔اُس نے اُن کے ہاتھ تھام کر التجا کی تھی۔۔بیٹی کا چہرہ۔۔اُس کی نم آنکھیں اُنہیں بہت کچھ سمجھا رہی تھیں۔۔اُن کے دل نے اِس سمے نجانے کتنی دُعائیں کر ڈالی تھیں اُس کے لیے۔۔شوہر جوانی میں ہی خالقِ حقیقی سے جا ملے تھے۔۔باقی کی زندگی اُنہوں نے بیٹے اور بیٹی کے لیے وقف کر دی تھی۔۔وہ ایک اعلیٰ تعلیم ادارے میں ٹیچر تھیں ساتھ ہی اپنا ایک چھوٹا سا بوتیک تھا۔۔دونوں ہی اُن کی آنکھوں کے تارے تھے پر رُبا میں تو اُن کی جان بستی تھی۔۔

"جو میری بیٹی کہے گی میں وہی کروں گی"۔۔اُنہوں نے نم آنکھوں سے اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔پھر اُٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی تھیں۔۔اُس نے ہار کر اپنے سر کو تکیے پر گرایا تھا۔۔

" آپ اتنے پتھر دل کیوں ہیں شاہ زین"۔۔آنسو دائیں بائیں لڑیوں کی صورت بہتے تکیے میں جذب ہوئے تھے

....

"شاہ زین بھائی کیا آپ میری بابا سے بات کروا دیں گے سعودی عرب"۔۔وہ لاؤنج میں بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ پر مصروف تھا جب آواز پر سر اُٹھایا تھا۔۔وہ ایک چِٹ اُس کے آگے بڑھائے ہوئی تھی۔۔

"یہ نمبر ہے۔۔ویسے تو بابا نے منع کیا تھا فون کرنے سے"۔۔وہ سر جُھکائے اُداسی سے بولی تھی۔۔

"وہ کیوں۔۔؟؟"۔۔اُس کی نظروں نے ہمیشہ کی طرح اُس کے چہرے کی ملائمت کو تکا تھا۔۔سفید ڈوپٹے کے ہالے میں پُر نور چہرہ اُداس سا تھا۔۔اُس کی نظروں سے وہ تھوڑی سی کنفیوژ ہوئی تھی۔۔لیکن پھر اپنے دل کو اُس کے شاہ زین ہونے پر تسلی دی تھی۔۔

"وہ وہاں کی کال بہت مہنگی ہوتی ہے ناں"۔۔وہ سادگی سے بولی تھی۔۔وہ مُسکرایا تھا۔۔

"لیکن مجھے اماں بہت یاد آ رہی ہیں"۔۔اُس کی آنکھوں میں اب موتی چمکنے لگے تھے۔۔وہ نمبر ملانے لگا تھا

"یہ لو"۔۔ بیل جانے پر اُس نے موبائل اُس کی طرف بڑھایا تھا۔۔ایک منٹ بات کرنے کے بعد وہ بھیگی آنکھیں لیے پلٹی تھی۔۔

"شاہ زین بھائی آپ بہت اچھے ہیں۔۔ میں آپ کے لیے بہت ساری دُعا کرتی ہوں"۔۔وہ ہتھیلی سے آنکھیں صاف کرتی مُسکرائی تھی۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح اِس بھیگی پلکوں اور سادہ سی بے ریا مُسکان میں کھونے لگا۔۔

"اور میرے لیے۔۔؟؟"۔۔بے خودی میں اُس کے لبوں سے پھسلا تھا۔۔ماہ رُخ کو ایک لمحہ لگا تھا ساری بات سمجھنے میں۔۔اور اُسی لمحے کے ہزارویں حصّے میں اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔

"آ۔۔ آپ۔۔ آپ۔۔شاہ زین بھائی نہیں ہیں"۔۔ہمیشہ کی طرح اُس نے اپنا مخصوص جُملہ بولا تھا وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ماہ رُخ نے ناراضگی سے اُسے دیکھا تھا۔۔وہ ایک دم ہنستا ہوا کھڑا ہوا تھا۔۔

"دیکھو تم خود میرے پاس اپنا بھائی سمجھ کر آتی ہو۔۔اور ناراض بھی خود ہونے لگتی ہو۔۔ حلانکہ اِس میں میری تو کوئی غلطی نہیں ہے"۔۔

وہ کندھے اُچکاتا سارا الزام اُس پر رکھ گیا تھا۔۔

"تو آپ کو مجھے بتانا چاہیئے ناں کہ آپ شاہ زین بھائی نہیں بلکہ شاہ۔۔"۔۔ جذبات سے بولتے بولتے وہ ایک دم رُکی تھی۔۔

"شاہ۔۔ کیا۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی بوکھلاہٹ پر حظ اُٹھاتا ایک قدم آگے بڑھا تھا۔۔ ماہ رُخ نے دھڑکتے دل کے ساتھ نظر اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔۔ اپنے چہرے پر اُس کی پُر تپش نظریں محسوس کر کے اُس کے جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے میں آسمایا تھا۔۔ اِس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر بھاگ جاتی ایک نئی پر ننھی سی افتاد پہلے سے تیار تھی۔۔

"پُتھو"۔۔ شہیر بھاگتا ہوا پیچھے سے 'پھپھو' کہہ کر اُس کی ٹانگوں سے لپٹا تھا۔۔ نتیجتاً وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی تھی۔۔ اگلے ہی لمحے وہ شاہ زیب کے بازوؤں میں تھی۔۔ وہ بمشکل اُسے اپنے بازو میں سنبھالے دونوں کو پیچھے صوفے پر گرنے سے بچانے کے لیے ایک ہاتھ صوفے پر رکھ گیا تھا۔۔ جب کہ شہیر شاہ میر سے بچنے کے لیے پُتھو پُتھو کہتا قہقہے لگاتا مزید اُس میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ اور وہ اُس کی قُربت پر مر جانے کو ہوئی تھی۔۔

"اسٹاپ اِٹ شاہ میر"۔۔ اُس کے ڈپٹنے پر شاہ میر ایک دم چُپ ہوا تھا۔۔ شہیر نے بھی ایک دم ماہ رُخ کو چھوڑا تھا۔۔ وہ تڑپ کر اُس کی گرفت سے نکلی تھی۔۔ دونوں بھائی پھر ہنستے ہوئے باہر لان میں بھاگے تھے۔۔

"ماہ رُو"۔۔شاہ زیب نے اُس کے خفت سے بھیگے چہرے کو دیکھ کر جذبات سے پُر لہجے میں پُکارا تھا۔۔اُس نے نظر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا۔۔شاہ زیب کی آنکھوں میں اُمڈتے جذبات اُس کی آنسوؤں کی رفتار میں اضافہ ہوا تھا۔۔دائیں بائیں دیکھے بغیر وہ اُوپر بھاگی تھی۔۔

اب ماہ رُخ کو سمجھ آئی اُسے دیکھ کر شاہ زین کی آنکھیں سنجیدہ ہی رہتی تھیں۔۔جبکہ اُسے سامنے پا کر شاہ زیب کی آنکھوں میں جذبات کے ساتھ اُس کا پورا چہرہ مُسکرانے لگتا تھا۔۔اب وہ کبھی اُن دونوں کو نہ پہچاننے کی غلطی نہیں کرنے والی تھی۔۔

....

"مما آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں۔۔"۔۔اپنا اور رُبا کا نام ساتھ سُن کر وہ چونکا تھا۔۔

"کیوں۔۔تم دونوں کی اتنی اچھی دوستی ہے"۔۔وہ اُسے دیکھ کر بولیں تھیں۔۔اُسے شاہ زیب کے ساتھ باہر جانا تھا جب اُس کے قدم وہیں رُکے تھے۔۔کوئی اور بھی کچن کے دروازے پر بے دم کھڑا رہ گیا تھا اُس سے۔۔

"مما میں نے ابھی شادی کے بارے میں نہیں سوچا"۔۔وہ کہہ کر اُٹھا تھا۔۔

"تو اب سوچ لو۔۔ مجھے رُبا پسند ہے اور وہی اِس گھر کی بہو بنے گی"۔۔ وہ اٹل لہجے میں بولی تھیں۔۔

"ہاں تو میں نے کب منع کیا ہے۔۔ وہی بنے گی اِس گھر کی بہو۔۔ شاہو۔۔ آ یار دیر ہو رہی ہے"۔۔ وہ مُڑ کر اُسے دیکھتا زور سے بول کر رُکا نہیں تھا۔۔ رئیسہ نے ایک کٹیلی نظر اُس پر ڈالی تھی۔۔ وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا شاہ زیب کے پیچھے باہر نکلا تھا۔۔ رُبا نے اُنہیں اُس کے یونیورسٹی ڈراپ کرنے کا بتایا تھا۔۔ اُن کا بس چلتا وہ شاہ زین آفندی کو اپنی اور اپنے بچّوں کی زندگی سے نکال کر پھینک دیتیں۔۔

"اُنہوں نے زبان سے تو کبھی کچھ نہیں کہا تھا۔۔ تو مجھ۔۔ مجھے کیوں تکلیف ہو رہی ہے۔۔ لیکن اُن کی آنکھیں۔۔ سب جھوٹ تھا۔۔"۔۔ کچن کے سنک کے پاس کھڑی وہ تیزی سے آنسو بہاتے ہوئے اُسی تیزی سے چہرہ دھوتی جا رہی تھی۔۔

....

شاہ زیب نے اُس بارے میں کوئی بات نہیں کی تو وہ بھی چُپ رہا تھا۔۔ بلکہ نجانے کیوں وہ چاہتا بھی نہیں تھا کہ شاہ زیب اِس موضوع پر کوئی بات کرے۔۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ فرار حاصل کر رہا ہے اِس ساری بات سے۔۔ حلانکہ اُسے یہ بھی اندازہ تھا کہ کبھی نہ کبھی یہ بات اُن دونوں کے درمیان کُھلنی ضرور ہے۔۔ لیکن ایک دو دن سکون سے گُزرے تو شاہ زین نے بھی سکون کا سانس لیا تھا۔۔

ہاں ایک وہ تھی، جو دو دنوں سے خود کو عائشہ کے کمرے میں قید کیے بیٹھی تھی۔۔ یہ جانے بغیر کہ کوئی عائشہ کے کمرے کے باہر اور کچن کے نجانے کتنے چکر لگا چکا تھا۔۔

....

"شہزی یہ تجھے آج سمندر کیسے یاد آگیا۔۔؟؟"۔۔وہ آج اُسے سمندر پر لے آیا تھا۔۔

"ایسے ہی۔۔ چل نیچے چلتے ہیں"۔۔ دونوں ہی گاڑی سے اُتر کر نیچے چلے گئے تھے۔۔ کچھ دیر دونوں واک کرتے بے مقصد باتیں کرتے اب سمندر کی طرف رُخ کیے بلکل خاموش کھڑے تھے۔۔

"السلام و علیکم"۔۔ پیچھے سے آتی آواز پر دونوں ہی پلٹے تھے۔۔ وہ کندھے پر لٹکے بیگ کی چین کو تھامے اُن کے سامنے کھڑی تھی۔۔ اسکائے بلیو گھٹنوں سے کچھ اونچی ڈریس شرٹ اور وائٹ جینز۔۔ بالوں کو اونچی پونی میں قید کرنے کے باوجود کچھ لٹیں ہوا کے زور پر اُس کے چہرے کو چوم رہی تھیں۔۔ اُس سے دلکش چہرے سے نظریں ہٹا کر اُس نے ناراضگی سے بھائی کو دیکھا تھا۔۔

"میں نے شاہ زیب سے کہا تھا۔۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی پلیز"۔۔ وہ دھیرے سے پر لجاجت سے بولی تھی۔۔ وہ کانفیڈینٹ سی

رُبا بلال اِس وقت اپنی سامنے کھڑی محبت کے سامنے بے بس ہوئی تھی۔۔

دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالتے ہوئے اُس نے گہرا سانس لیا تھا۔۔ پھر اپنی نظریں رُبا کے بجائے اُس کے عقب میں بلڈنگ پر جمائی تھیں۔۔ جیسے کہہ رہا ہو کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔۔ اُس کے لیے بولنا کبھی اتنا مشکل تو نہیں ہوا تھا۔۔ اُس نے کچھ بے بسی سے شاہ زیب کو دیکھا تھا۔۔ اُس کی نم آنکھوں پر جیسے اُسے ترس آیا تھا۔۔ وہ شاہ زین کی طرف مڑا تھا۔۔

"یار ہم دونوں صرف اچھے دوست ہیں۔۔ ہماری مائیں کیا سوچ رہی ہیں اِس میں ہم دونوں کی کوئی مرضی شامل نہیں ہے اور۔۔"۔۔ اُس نے حیرت سے ایک نظر اُس کے جھکے سر کو دیکھ کر بھائی کو دیکھا تھا پھر سرعت سے اُس کی بات کاٹی تھی۔۔

"ایک منٹ اگر تم دونوں کا یہ فیصلہ ہے تو گُڈ فار بوتھ آف یو۔۔ اِس سب میں میں کیا کر سکتا ہوں۔۔؟؟"۔۔ اُس کی بیگانگی پر سامنے کھڑی لڑکی کا دل چھناکے سے ٹوٹا تھا۔۔ وہ سر جھکائے ساکت سی کھڑی رہ گئی تھی۔۔ شاہ زیب نے لب بھینچ کر اُسے گھورا تھا۔۔

"کچھ دیر تمیز سے، صبر سے رُک کر بات سُن لے، آج میں گاڑی لے کر جا رہا ہوں، تو کیب کروا کر آجانا۔۔ یا میری طرح لفٹ لے لینا"۔۔ وہ اُس کی جیب سے گاڑی کی چابی اُڑاتا آگے بڑھ گیا تھا، اور نجانے کیوں چاہنے کے باوجود شاہ زین آفندی اُس کی تقلید میں اپنے قدم نہیں

بڑھا سکا تھا۔۔

دل توڑنے کا گُناہ اگر شاہ زین آفندی کی قسمت میں لکھا ہے تو آج ہی سہی۔۔

کچھ پل خاموشی چھائی رہی تھی۔۔ماحول میں سکوت ہونے کے باوجود دونوں کے دلوں میں عجیب سا شور برپا تھا۔۔کچھ کہے بغیر وہ سمندر کی طرف مُڑا تھا۔۔وہ خاموشی سے اُس کے پہلو میں آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔

"آپ جو چاہتی ہیں وہ مُمکن نہیں ہے"۔۔اُس کی نظریں جیسے سمندر کی حدوں کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔رُبا عادل کے دل کی عزتِ نفس نے دُہائی دی تھی جِسے وہ ڈھیٹ بنی نظر انداز کر گئی تھی۔۔

"مُمکن تو اِس دُنیا میں بہت کچھ ہوتا ہے۔۔ہمارے لیے بس وہی نا مُمکن ہوتا ہے جو ہم کرنا نہ چاہیں"۔۔وہ جیسے خود پر ہنستی بات کو اُس کی مرضی پر مُنحصر کر گئی تھی۔۔

"جب سب جانتی ہیں تو سوال و جواب کی تو کوئی گُنجائش ہی باقی نہیں رہ جاتی"۔۔وہ اُس کی بات کو مانتا ہوا از حد کٹھور بنا ہوا تھا۔۔رُبا بلال نے دل کی تکلیف کو سہتے ہوئے خود پر ضبط کیا تھا۔۔وہ اُسے نہیں دیکھ رہی تھی اگر دیکھتی تو محبت کی تذلیل پر شاید دھاڑے مار مار کر رونا شروع

کر دیتی۔۔ لیکن پھر اپنے وجود کی تمام تر ہمت جمع کرتی رُبا نے اُس کی طرف دیکھا تھا۔۔ سرد سنجیدہ تاثرات لیے وہ سامنے سمندر کو دیکھ رہا تھا۔۔

"وجہ جا۔۔ جان سکتی ہوں۔۔ ؟؟"۔۔ حلق میں پھنسنے والے گولے کو نگلتے ہوئے وہ بمشکل بولی تھی۔۔

"میں بتانے کا پابند نہیں ہوں"۔۔ وہ پتھر بنا ہوا تھا۔۔ دل کے رونے کی آواز اگر باہر تک آتی تو آج سمندر بھی رُبا بلال کے دُکھ پر رو دیتا۔۔

"لیکن میں وجہ جاننا چاہتی ہوں"۔۔ مزید ضبط نہ کرتے ہوئے وہ چلائی تھی۔۔ آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر نکلے تھے۔۔

"تا۔۔ تا کہ آئندہ جب شیشے میں اپنا چہرہ دیکھوں تو مجھے یہ بات تا عُمر یاد رہے کہ ہمیشہ ہر میدان میں جیتنے والی رُبا بلال اپنے دل کی عزتِ نفس ہار گئی"۔۔ وہ گہرے گہرے سانس لیتی اُس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔

ضبط کی نجانے کن منزلوں پر جا کر شاہ زین آفندی نے خود پر قابو پایا تھا پھر گردن موڑ کر اُسے دیکھا تھا۔۔ کچھ لمحے دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے تھے۔۔ شاہ زین کے دل نے چاہا یہ دلرُبا لڑکی جو اُس کی ادھوری ذات کو اپنی انمول مُحبتوں کا مان بخش کر مکمل کرنا چاہتی تھی، اُسے اپنی بانہوں میں بھر لے۔۔

"اِن آنسوؤں کو بے مول نہ کرو رُبا"۔۔بے اختیار ہاتھ بڑھا کر اُس نے اُس کی پلک پر اٹکے آنسو کو اپنی پور پر چُنا تھا۔۔"یہ بے مول ہو گئے ہیں شاہ زین۔۔میری ذات، میرا مان بے مول ہو گیا ہے"۔۔وہ بہتی آنکھوں سے کہتی رُکی نہیں تھی۔۔وہ پلٹ کر اُسے بھاگتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔وہ آنکھوں کو ہتھیلی سے رگڑ رہی تھی۔۔رُبا کو محسوس ہوا اُس کے بھاگتے قدموں میں اُس کا اپنا دل تھا۔۔وہ پلک جھپکائے بغیر سنگدلی سے خود سے بہت دور جاتی محبت کو دیکھ رہا تھا۔۔

ہاں مجھ پہ ستم بھی ہیں بہت وقت کے لیکن

کچھ وقت کی ہیں مجھ پہ عنایات وہ تم ہو

رُبا بلال اپنی ذات کے بے مول ہونے کا دُکھ لیے یہاں سے گئی تھی، یہ جانے بغیر کہ پیچھے رہ جانے والا وجود بچپن سے اپنے دل پر بے دردی سے وار کرتا آیا تھا۔۔اور اُس کا یہ وار سب سے کاری ثابت ہوا تھا۔۔

....

"شہزو پنگا نا لے اِن سے۔۔میں گاڑی ریورس کر لیتا ہوں"۔۔شاہ زین نے گاڑی اسٹارٹ کرنی چاہی تھی۔۔۔سامنے گاڑی میں بیٹھے اب

تینوں لڑکے بے ہنگم قہقہے لگا رہے تھے۔۔

"نقصان کیا ہے اِن لوگوں نے، تو پورا بھی کریں گے "۔۔وہ چابی نکال کر جیب میں رکھ گیا تھا۔۔ پھر گاڑی سے اُتر گیا تھا۔۔ مجبوراً شاہ زین کو بھی اُس کے پیچھے اُترنا پڑا تھا۔۔ یہ نہیں تھا کہ وہ کوئی بزدل انسان تھا۔۔ لیکن اُسے وہ شکل سے ہی بگڑے ہوئے لگے تھے۔۔ اور شاہ زیب کے تیور بھی اُسے پریشان کرنے کو کافی تھے۔۔

رات کے گیارہ بجے تھے وہ دونوں ایسے ہی سڑکیں ناپ کر اب واپس جانے کو تھے جب عائشہ کی آئسکریم کی فرمائش پر مارٹ پر رُکے تھے۔۔ ون وے روڈ تھا سامنے سے رونگ وے پر آتی گاڑی نے اُن کو اپنی گاڑی ہٹانے کے لیے ہارن دیا تھا۔۔ شاہ زین نے اُن کو رونگ وے کا کہا تھا۔۔ اُن میں سے ایک نے اُتر کر گاڑی ہٹانے پر زور دیا تھا۔۔ شاہ زین کے گاڑی ریورس نہ کرنے پر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے بندے نے اپنی گاڑی زور سے اُن کی گاڑی سے ٹکرائی تھی۔۔

"جتنا میری گاڑی کا نقصان ہوا ہے، اُتنے پیسے نکال"۔۔ وہ سامنے کھڑے بندے کے پاس تن کر کھڑا ہوا تھا

"کیوں تیرے باپ کا مال ہے"۔۔ وہ بدتمیزی سے بولا تھا۔۔

"نہیں تیرے باپ کا"۔۔شاہ زیب کے بولنے پر اُس نے شاہ زیب کو گھونسا مارنا چاہا تھا۔۔جسے روک کر اُس نے جوابی کاروائی کی تھی۔۔

گاڑی سے وہ دو بھی نکلے تھے۔۔پانچوں ایک دوسرے سے گتھم گُتھا ہوئے تھے۔۔

"تو رُک ذرا"۔۔ تبھی ایک نے پاس پڑا ڈنڈا اُٹھا کر شاہ زیب کے سر پر مارنا چاہا تھا۔۔شاہ زین نے اُس کا ہاتھ روکا تھا۔۔پیچھے سے ایک نے شاہ زین کو قابو کیا تھا جس کے باعث وہ خود کو ڈنڈے کی زد میں آنے سے نہیں بچا پایا تھا۔۔

"ابے چل کہیں مر مرا نہ جائے"۔۔ایک کی گھبرائی ہوئی آواز پر شاہ زیب نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تھا۔۔وہ دونوں ہاتھ سر پر رکھے دُہرا ہو رہا تھا۔۔

"شا۔۔شاہو"۔۔شاہ زیب تڑپ کر اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

"میں خون کر دوں گا تم لوگوں گا"۔۔وہ اُسے چھوڑ کر اُن کی طرف بڑھنے کو تھا جب شاہ زین نے لڑکھڑاتے ہوئے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں شہہ۔۔زو"۔۔الفاظ اُس کے مُنہ سے ٹوٹ کر نکلے تھے اُس کا پورا چہرہ اُس کے اپنے خون سے رنگین ہو رہا تھا۔۔شاہ زیب کے اوسان خطا ہوئے تھے۔۔

....

"کہاں ہے میرا شہزی۔۔ میرا بچّہ۔۔"۔۔رئیسہ روتے ہوئے ہاسپٹل کی ریسپشن کی طرف بڑھی تھیں۔۔

"مما ایک منٹ۔۔عاشو تم مما کو سنبھالو"۔۔شاہ ذر نے اُنہیں سنبھالا تھا۔۔اُنہیں ایمر جینسی کا بتایا گیا تھا۔۔

جب سامنے سے شاہ زیب آتا دکھائی دیا تھا۔۔اُس کے خون آلود کپڑے دیکھ کر وہ تینوں دھک سے رہ گئے تھے۔۔رئیسہ تڑپ کر اُس کی طرف بڑھی تھیں

"شہہ۔۔شہزی۔۔یہ۔۔یہ"۔۔وہ دیوانوں کی طرح اُسے چھو رہی تھیں۔۔ کبھی اُس کے سوجے ہوئے ہونٹوں کو چھوتیں، کبھی ماتھے پر لگے سنی پلاسٹ پر تو کبھی اُس کی خون آلود شرٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ بے تحاشہ رو رہی تھیں۔۔

"مما مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔عاشو"۔۔وہ ماں کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔۔پھر روتی ہوئی بہن کو دیکھ کر بے بسی سے شاہ ذر کو دیکھا تھا۔۔

"یہ سب اُسی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔اُسی کی وجہ سے ہر بار تم مُشکل میں پڑتے ہو۔۔پتا نہیں کب جان چھوٹے گی اُس منحوس سے۔۔"شاہ ذر نے پیچھے سے آکر اُنہیں تھاما تھا۔۔

"نہیں مما۔۔میں وجہ ہوں۔۔وہ ابھی جس حال میں۔۔"۔۔شاہ زیب نے بھیگے لہجے میں کہنا چاہا تھا تبھی نرس کی آواز پر سب نے چونک کر سامنے دیکھا تھا۔۔

"شاہ زین کے ساتھ کون ہیں۔۔؟؟"۔۔شاہ زیب ماں کو چھوڑ کر نرس کی طرف بڑھا تھا۔۔ نجانے کیوں عائشہ کا دل رُکا تھا۔۔کیونکہ وہ نرس ایمرجینسی سے نکلی تھی۔۔

"آپ میں سے شہزو کون ہیں۔۔؟؟"۔۔نرس کے پوچھنے پر وہ بے تابی سے سر ہلا گیا تھا۔۔

"مم۔۔میں شہزو ہوں۔۔میرا بھائی ہے وہ۔۔کک۔۔کیسا ہے اب وہ۔۔؟؟"۔۔شاہ زیب کی حالت رو دینے کو ہوئی تھی۔۔شاہ ذر آگے آیا تھا۔۔

"دیکھیں اُنہیں چھ اسٹیچز (ٹانکے) آئے ہیں یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔۔سر کی چوٹ ہے، سر پھٹا ہے اُن کا۔۔اُنہیں ابھی سخت آرام کی ضرورت ہے، پہلے ہی اُن کا خون بہت ضائع ہو گیا ہے لیکن وہ گھر جانے کی ضد کرنے لگے ہیں"۔۔نرس کی تفصیل پر عائشہ لڑکھڑائی تھی۔۔رئیسہ نے اُسے تھاما تھا۔۔

"بھا۔۔ئی"۔۔رئیسہ نے چونک کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"میں مل سکتا ہوں اُس سے۔۔؟؟"۔۔نرس کے اجازت دینے پر وہ تیزی سے اندر بھاگا تھا شاہ زر اُس کے پیچھے گیا تھا۔۔رئیسہ نے عائشہ کو بینچ پر بٹھایا تھا جس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔۔

"سنبھالو خود کو عاشی۔۔شہزی اللہ کے کرم سے ٹھیک ہے"۔۔اُنہوں نے اُس کے ہاتھ سہلائے تھے۔۔

"نن۔۔نہیں مما۔۔بھائی۔۔بھائی کو چھپچھ چھ اسٹیچز۔۔"۔۔وہ اُس کی تکلیف اپنے دل پر محسوس کرتی اُن کے سینے میں مُنہ چھپائے رو دی تھی۔۔رئیسہ حق دق بیٹھیں رہ گئی تھیں۔۔آج اُن کے ایک اور رشتے میں وہ شراکت دار ہوا تھا۔۔

••••••••

"بھائی"۔۔وہ شاہ زیب کے سہارے لاؤنج میں داخل ہوا تھا جب وہ دوڑتی ہوئی اُس کے سینے سے لگی بے تحاشہ رو رہی تھی۔۔اُس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔۔وہ اِس ایک لمحے کے لیے بچپن سے ترس رہا تھا۔۔پچھلے بیس سالوں سے وہ اپنی اکلوتی بہن کو سینے سے لگانے کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔آج قُدرت اُس پر مہربان ہوئی تھی۔۔اُس نے قُدرت کے اِس انعام کو قیمتی متاع کی طرح اپنے مضبوط

بازوؤں میں سمیٹا تھا۔۔

"بھائی آپ۔۔ آپ کو اتنی چوٹ"۔۔وہ اُس کے ماتھے پر لگی پٹی کو چھو کر پھر بلک اُٹھی تھی۔۔اُس نے نم آنکھوں سے مُسکراتے ہوئے اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔

"عاشو۔۔ جس کی اتنی پیار کرنے والی بہن ہو اُس بھائی کو کوئی چوٹ تکلیف نہیں دیتی"۔۔اُس نے نرمی سے اُس کے بلکتے وجود کو خود سے لگایا تھا۔۔

"میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔ جیسے باقی دونوں سے کرتی ہوں۔۔ میرا دل کرتا تھا آپ سے بات کروں۔۔ آپ کے گلے لگوں۔۔ آئی ایم سوری بھائی۔۔ائی ایم سوری"۔۔وہ مزید شدتوں سے روتی اُس سے وہی سب کہہ رہی تھی جو اُس کا دل چاہتا تھا۔۔

"بس چُپ۔۔میں جانتا تھا۔۔ شُشش"۔۔وہ اُس کے بالوں پر لب رکھتا مُسکرایا تھا۔۔

"اب بھائی کو یہیں کھڑا رکھنا ہے کیا۔۔؟؟"۔۔شاہ ذر کی بات پر وہ نفی میں سر ہلاتی اُس سے دور ہوئی تھی۔۔

ایک طرف سے شاہ زیب اور دوسری طرف سے عائشہ کے سہارے وہ کمرے میں آیا تھا۔۔ماہ رُخ ہلدی والا دودھ لائی تھی۔۔جو کہ عائشہ

نے اُس سے لے لیا تھا۔۔وہ اُس کے ساتھ ہی بیڈ پر چڑھ کر بیٹھی تھی۔۔

"میں نے کبھی آپ کو خود سے الگ نہیں سمجھا یہ دیکھیں۔۔میں نے ہمیشہ سب سے یہی کہا میرے تین بھائی ہیں"۔۔اُس نے موبائل پر اُسے اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹس دکھائے تھے۔۔

اونلی سسٹر آف تھری بردرز ❣

(تین بھائیوں کی اِکلوتی بہن)

آئی ایم کیوٹ سسٹر آف ہینڈسم ٹوئنز

(میں جُڑواں بھائیوں کی پیاری بہن ہوں)

وہ اپنے لیے اُس کا بے تحاشہ پیار دیکھ کر نم آنکھوں سے مُسکرا رہا تھا۔۔

"کیسے ہو شاہ زین بیٹا۔۔؟؟"۔۔شاہنواز ہائی بلڈ پریشر کے مریض تھے۔۔شاہ ذر نے اُنہیں بتانے سے منع کیا تھا۔۔وہ ابھی گھر آئے تو مُلازم سے اُنہیں خبر ہوئی تھی۔۔

"جی ٹھیک ہوں۔۔"۔۔وہ اُنہیں ایک نظر دیکھ کر شاہ زیب کو دیکھنے لگا تھا۔۔

"لٹا یار مجھے۔۔میں سونا چاہتا ہوں"۔۔اُس کی تھکن اور آرام کا خیال کرتے ہوئے سب ہی اُٹھے تھے۔۔شاہنواز آفندی کو ہمیشہ کی طرح اُس کا رویہ تیر کی طرح لگا تھا۔۔وہ ایک نظر اُس پر ڈال کر تیزی سے کمرے سے نکلے تھے۔۔اُن کے پیچھے باقی سب بھی باہر نکلے تھے صرف شاہ زیب اُس کے پاس تھا۔۔اُسے اب یہیں اُس کے کمرے میں ہی رہنا تھا جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتا۔۔

اُن لڑکوں کی گاڑی کا نمبر شاہ زیب نوٹ کر چُکا تھا جس کے باعث اُنہیں گرفتار کر لیا گیا تھا۔۔وہ تینوں اکثر چھوٹی موٹی وارداتوں میں ملوث رہتے تھے۔۔

....

"تاتو پین"۔۔دو سالہ شہیر اپنے معصوم چہرے پر تکلیف کے آثار لاتا اُس کے سر کی طرف اشارہ کرتا بولا۔۔

"نہیں چاچو بہت اِسٹرانگ ہیں"۔۔ جبھی شاہ زین کے دوسری طرف بیٹھے چار سالہ شاہ میر نے اُسے طاقتور ثابت کرنا چاہا تھا۔۔وہ دونوں کی باتوں پر ہنستے ہوئے جواب دے رہا تھا۔۔دونوں بیڈ پر اُس کے دائیں بائیں براجمان تھے۔۔

"چاچو کیا آپ کو پین ہو رہا ہے۔۔؟؟"۔۔شاہ میر نے دو سیکنڈ بعد اپنا بیان بدلتے ہوئے خود پر اُس کی تکلیف محسوس کرتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" بلکل بھی نہیں۔۔چاچو تو اسٹرانگ ہے ناں"۔۔اُس نے ہنستے ہوئے ہاتھ کا پنچ بنا کر اُس کے آگے کیا تھا۔۔

"یس"۔۔اُس نے جوش سے چلاتے ہوئے اپنا پنچ اُس کے پنچ سے ٹکرایا تھا۔۔

"یش"۔۔دو سالہ شہیر کیوں بھائی سے پیچھے رہتا بلکل ننھا سا پنچ شاہ زین کے سامنے تھا۔۔اُس نے قہقہہ لگاتے ہوئے ننھے سے بھتیجے کے پنچ کا جواب پنچ سے دیا تھا۔۔ بھتیجوں کی ننھی سی کھلکھلاہٹوں میں اُس کا اپنا قہقہہ بھی شامل تھا۔۔

"بھائی آپ فری ہیں۔۔؟؟"۔۔ تبھی عائشہ دروازے پر آکر پوچھ رہی تھی۔۔

" بلکل فری۔۔ آؤ"۔۔وہ خیر مقدمی مُسکراہٹ سے بولا تھا۔۔

" آپ سے ملنے رُبا آئی ہیں"۔۔اُس سے پہلے کہ وہ کوئی بہانا بناتا دروازے پر اُس کا چہرہ نمودار ہوا تھا۔۔شاہ زین نے گہرا سانس لیا تھا۔۔وہ سلام کرتی اندر آئی تھی۔۔

"آپ بیٹھے رُبا میں آپ کے لیے۔۔"۔۔عائشہ کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اُس نے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"تھینک یو عائشہ پر اِس وقت کچھ بھی نہیں پلیز"۔۔وہ اپنی مخصوص دھیمے پن اور دلکش مُسکراہٹ سے بولی تھی۔۔ نجانے کیوں اُس نے ایک بھرپور نظر اُس پر ڈالی تھی۔۔ بلیک کُرتا اسٹائل سوٹ میں میرون چُنری کا ڈوپٹہ۔۔ سلکی اسٹریٹ کندھوں سے تھوڑے نیچے آتے بال کُھلے ہوئے تھے۔۔

"چاچو یہ آپ کی فرینڈ ہیں۔۔؟؟"۔۔شاہ میر کی آواز پر وہ ہوش کی دُنیا میں آیا تھا۔۔عائشہ کب کی جا چکی تھی اور وہ کمرے کے بیچ و بیچ خود پر اُس کی نظریں محسوس کرتی ہاتھوں میں فریش للی کا بُوکے لیے سر جُھکائے کنفیوژ سی کھڑی تھی۔۔

"آپ بیٹھیں"۔۔وہ خود کو سرزنش کرتا کُرسی کی طرف اشارہ کر گیا تھا۔۔وہ دونوں بچّوں کو مُسکراتے ہوئے دیکھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔

"مجھ۔۔مجھے شاہ زیب سے معلوم ہوا۔۔یہ سب کیسے۔۔کیسے ہوا۔۔؟؟۔۔اب آپ ٹھیک ہیں ناں۔۔؟؟"۔۔رُبا نے اُس کے ماتھے پر پٹی دیکھ کر بے چینی سے پوچھا تھا۔۔شاہ زین نے اُس کے لہجے میں اپنے لیے واضح فکر چھلکتی محسوس کی تھی۔۔

"آپ کا دوست ہے ناں اُسے ٹارزن بننے کا شوق ہوا تھا اور نتیجہ یہ رہا"۔۔وہ ہلکے پُھلکے انداز میں بولتے ہوئے مُسکرایا تھا۔۔رُبا نے بغور اُس

کی مُسکان کو دیکھ کر اپنا نچلا لب کاٹا تھا۔۔اُس دن کے بعد سے رُبا کے لیے اِس شخص کا سامنا کرنا بہت مُشکل ثابت ہو رہا تھا۔۔وہ ایسے بیٹھی تھی جیسے ابھی بھاگ جائے گی۔۔

"شاہ میر شہیر۔۔چلو اُٹھو دونوں کو آپ کی مما بُلا رہی ہیں"۔۔عائشہ کہہ کر رُکی نہیں تھی۔۔

"چاچو میں شام میں آؤں گا"۔۔شاہ میر گھٹنوں کے بل کھڑا ہوتا اُس کے گلے لگا تھا۔۔ شہیر نے کھڑے ہوتے ہوئے اُس کے گلے میں اپنی بانہیں ڈالی تھیں۔۔اُس نے ہنستے ہوئے دونوں کو ایک ساتھ اپنے حصار میں لیا تھا۔۔

"تاتو پین نئی"۔۔شہیر نے اُس کی پٹی پر اپنے لب رکھ کر اُسے تسلی دی تھی۔۔وہ جو مُسکراتے ہوئے چچا بھتیجوں کا پیار دیکھ رہی تھی، شہیر کی معصوم سی حرکت پر ہنس پڑی تھی۔۔

"فنش ہو گیا"۔۔اُس نے ہنستے ہوئے دو سالہ بھتیجے کی معصوم ادا پر نہال ہوتے اُس کا گال چوما تھا۔۔

دونوں ہی نیچے اُترے تھے۔۔ شہیر بھاگ گیا تھا جبکہ شاہ میر اُس کے پاس رُکا تھا۔۔

"آنٹی۔۔میرے چاچو بہت اِسٹرانگ ہیں"۔۔شاہ میر کو لگا کہیں آنٹی چوٹ لگنے کے باعث اُس کے چاچو کو کمزور نہ سمجھے اُس نے اُسے جتانا

ضروری سمجھا تھا وہ بے ساختہ ہنسی تھی۔۔

"آئی نو"۔۔اُس نے مسکراتے ہوئے جُھک کر اُس کا گال چوما تھا۔۔شاہ زین بلا ارادہ اُسے دیکھے گیا۔۔

"تبھی تو میری مُحبت کے آگے چٹان بن کر کھڑے ہو گئے ہیں"۔۔اُس نے ذرا سا رُخ پھیر کر شہادت کی اُنگلی سے آنکھ کا کونا صاف کیا تھا۔۔

شاہ زین آفندی سے اُس کی یہ حرکت مخفی نہیں رہی تھی۔۔اِس سے وہ دل توڑنے کے عجیب احساسِ جُرم میں مُبتلا ہوا تھا۔۔

"بائے آنٹی۔۔بائے چاچو"۔۔شاہ میر دونوں کی طرف ہاتھ ہلاتا بھاگتا ہوا باہر چلا گیا تھا۔۔وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔۔رُبا نے ذرا کی ذرا نگاہیں اُٹھائیں تھیں اُسے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ سرعت سے نظریں جُھکا گئی تھی۔۔

کمرے میں عجیب معنی خیز خاموشی چھائی تھی۔۔کچھ شاہ زین کا مُستقل نظروں کا حصار نجانے کیوں اُس کے دل کی دھڑکن بے ترتیب کر گیا تھا۔۔مارے گھبراہٹ کے وہ فوراً سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"مم۔۔میں چلتی ہوں۔۔"۔۔جہاں رُبا بلال کی نظریں آج اُٹھنے سے انکاری ہوئی تھیں،وہیں شاہ زین آفندی کی نظروں نے آج جُھکنے سے انکار کر دیا تھا۔۔

"اپنا خیال رکھیے گا۔۔ اللہ حافظ "۔۔ وہ اُسے ایک نظر دیکھ کر دھیمے لہجے میں کہتی پلٹی تھی۔۔

"رُبا"۔۔ جب وہ اچانک اُسے پکار بیٹھا تھا۔۔ رُبا کے دل کی دھڑکن رُکی تھی۔۔ ایک دو سیکنڈ کے بعد بنا کچھ کہے وہ پلٹی تھی۔۔ اُس نے پلکوں کو سوالیہ نگاہوں سے اُٹھایا تھا۔۔ وہ لبوں پر خوبصورت مُسکان سجائے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"یہ شاید تم میرے لیے لائی تھی۔۔؟؟"۔۔ شاہ زین نے اُس کے ہاتھوں میں تھامے سُفید للی کے خوبصورت ٹکے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ وہ آپ سے تم تک آیا تھا۔۔ رُبا کا دل سرپٹ دوڑنے لگا تھا۔۔ اُس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

"اوہ۔۔ یہ میں بھول گئی تھی۔۔"۔۔ وہ اپنے سر پر ہاتھ مارتی خفت سے سُرخ ہوئی تھی۔۔ وہ دلچسپی سے اُس کی شرمندگی سے سُرخ چہرے کو ملاحظہ کر رہا تھا۔۔ رُبا نے آگے بڑھ کر ٹکے اُس کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔۔

" تھینکس "۔۔ اُس کی آنکھوں میں چمکتی نمی اور سُرخ چہرے پر نگاہیں جمائے اُس نے ٹکے کو اپنی ناک سے لگایا تھا۔۔ وہ کچھ کہے بغیر پلٹ کر تیزی سے باہر نکلی تھی۔۔

شاہ زین آفندی کا دل جو بچپن سے اُس کی سخت گرفت میں تھا، آج شاید نہیں یقیناً اُسے دھوکا دے گیا تھا۔۔

پھولوں کی نرمی کو اپنی پوروں پر محسوس کرتے ہوئے اُس کے لبوں پر خوبصورت مُسکراہٹ سجی تھی۔۔

"اُفففف۔۔"۔۔ جبکہ دوسری طرف اُس نے نجانے کیسے اپنے آپ کو سنبھالا تھا۔۔ حلق میں پھنسے آنسوؤں کے گولے کو نگلتے ہوئے اُس نے کانپتے ہاتھوں سے گاڑی اسٹارٹ کی تھی۔۔ لیکن آنکھوں کو بہنے سے وہ آج بھی نہیں روک پائی تھی۔۔

....

وہ دونوں ہی دونوں سے شاہ زین میں اُلجھے ہوئے تھے لیکن شاہ زیب نے ایک بات نوٹ کی تھی، جہاں وہ جاتا ماہ رُخ کترا کر وہاں سے غائب ہو جاتی تھی۔۔

"کچھ کھانے کو مل جائے گا۔۔؟؟"۔۔ وہ کچن میں کھڑی شاہ زین کے لیے دودھ گرم کر رہی تھی جب پیچھے سے آتی اُس کی آواز پر اُس کے ہاتھ ایک پل کو رُکے تھے۔۔ رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے وہ آفیس کی فائل میں مصروف کھانا گول کر گیا تھا۔۔ ابھی بھوک کے باعث نیچے آیا تھا لیکن اُسے کچن میں دیکھ کر وہ کُرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا تھا۔۔

"میں شاہ زین بھائی کے لیے دودھ گرم کر رہی ہوں"۔۔ اُس نے خود کو ایسے مصروف ظاہر کرنا چاہا جیسے شاہ زین کے لیے دودھ گرم نہیں

پائے بنانے ہوں۔۔

"ماہ رُو یہ مجھے دو میں دے دیتی ہوں بھائی کو۔۔ تم پلیز بھائی کے لیے کھانا گرم کر دو"۔۔عائشہ اُس کے ہاتھ سے گلاس لیتی کچن سے باہر چلی گئی تھی۔۔وہ اپنے دل کو سنبھالتی وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔۔ نجانے کیوں ماہ رُخ کے دل نے ہلچل مچائی تھی۔۔اُسے وہیں کھڑے دیکھ کر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"کھانا۔۔؟؟"۔۔اُس نے آنکھوں میں اپنی مخصوص شرارت سموتے ہوئے اُسے دیکھا تھا۔۔کچھ کہے بغیر وہ پلٹی تھی۔۔

"تمہارا ہاتھ ٹھیک ہو گیا تھا۔۔؟؟"۔۔وہ چاہتا تھا وہ بولے۔۔

"جی"۔۔ مُختصراً جواب۔۔وہ بے مزہ ہوا تھا۔۔اُس نے فریج سے بول نکالا تھا۔۔

"یہ کیا چاول۔۔ یہ روز روز چاول کون بنا دیتا ہے ؟؟"۔۔وہ بریانی کو دیکھ کر مُنہ بناتے ہوئے بولا۔۔

"استغفر اللہ۔۔رزق کو ایسے نہیں کہتے"۔۔وہ اپنے مخصوص انداز میں اُسے ٹوک گئی تھی۔۔بے ساختہ آئی ہنسی کو اُس نے بڑی مُشکلوں سے روکا تھا۔۔ماہ رُخ نے چاولوں کو کڑھائی میں منتقل کر کے ہلکی آنچ پر ڈھک دے کر رکھا تھا۔۔وہ اب پلٹ کر پلیٹ دھو رہی تھی۔۔شاہ

زیب نے حیرت سے اُس کی اِس حرکت کو دیکھتے ہوئے سامنے پڑے مائیکروویو پر ایک نظر ڈالی تھی۔۔

"تم ہر چیز کھالیتی ہو۔۔؟؟"۔۔وہ بات بڑھانے کو بولا۔۔

"جی الحمداللہ"۔۔وہ بغیر پلٹے باقی کے برتن بھی دھونے لگی تھی۔۔

"پزا، برگر، پاستا ہر چیز۔۔؟؟"۔۔وہ جان بوجھ کر فاسٹ فوڈ کا نام لیتا گیا تھا۔۔وہ حیرت سے پلٹی تھی۔۔

"یہ سب آپ ہی کھائیں"۔۔پھر پلیٹ میں چاول نکالنے لگی تھی۔۔

"استغفر اللہ۔۔اب اللہ ناراض نہیں ہوتا۔۔میری باری میں فوراً سے تم اللہ کو بول دیتی ہو کہ مجھ بیچارے معصوم سے ناراض ہو جائیں"۔۔

وہ لڑاکا عورتوں کی طرح شروع ہوا تو ہوتا چلا گیا تھا۔۔وہ مُنہ کھولے اُسے دیکھے گئی تھی۔۔

"لیکن میں نے ایسا کیا کہا کہ اللہ مجھ۔۔مجھ سے نا۔۔ناراض ہو جائے گا"۔۔وہ اُس کے سامنے پلیٹ رکھتی رودینے کو ہوئی تھی۔۔

"ابھی تو تم نے بھی پزا، برگر، پاستا کھانے سے انکار کیا ہے"۔۔شاہ زیب نے چمچ مُنہ کے پاس لاتے ہوئے اُس پر ایک نظر ڈالنی چاہی تھی۔۔لیکن اُس کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا۔۔اُس کی آنکھیں پانیوں سے بھری ہوئی تھیں۔۔

"ماہ رُو۔۔"۔۔ چمچ پلیٹ میں رکھ کر اُس نے خود کو ملامت کرتے ہوئے اُسے پُکارا تھا۔۔

"میں۔۔ میں نے یہ سب کبھی کھایا نہیں ہے۔۔ اِس لیے کہا تھا۔۔ مجھ۔۔ مجھے عائشہ نے کھلانا چا۔۔ چاہا تھا"۔۔ وہ روتے ہوئے اپنی صفائی دے رہی تھی۔۔

"ماہ رُو میں مذاق کر رہا تھا یار۔۔ سیریسلی۔۔ پلیز"۔۔ شاہ زیب کو اپنا مذاق بھاری پڑنے لگا تھا۔۔

"میں نے۔۔ میں نے کبھی بھی اللہ کو ناراض کرنا نہیں چاہا تھا۔۔ وہ اللہ کا رزق ہے لیکن مجھے عادت نہیں ایسے کھانوں۔۔"۔۔ وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔ وہ حد درجہ سٹپٹاتا ہوا ایک دم اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔ یہ تو صرف ماہ رُخ اور اُس کا رب ہی جانتے تھے کہ وہ کیوں اِس طرح اِس شخص کے آگے نا چاہتے ہوئے بھی بکھر رہی تھی۔۔

"ماہ رُو۔۔ آئی ایم سوری۔۔ چُپ ہو جاؤ پلیز۔۔۔ ورنہ میں بھی رونا شروع کر دوں گا"۔۔ شاہ زیب نے اپنے دونوں کان پکڑے تھے۔۔ وہ سوں سوں کرتی بے ساختہ ہنسی تھی۔۔ وہ بے خودی میں دھوپ چھاؤں کے اِس حسین منظر میں کھونے لگا تھا۔۔ خود پر اُس کی بے خود نظریں محسوس کر کے اُسے اپنا چہرہ تپتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔ وہ مُسکراتا ہوا بیٹھ گیا تھا۔۔ وہ سرعت سے آگے بڑھی تھی۔۔ دل کا درد پھر جاگا

تھا۔۔

"تم ذرا سی بات پر اتنا کیسے رو لیتی ہو۔۔؟؟"۔۔اُسے جاتے دیکھ کر وہ پیچھے سے بولا تھا۔۔اُس کا انداز سرسری تھا لیکن ماہ رُخ کا جواب پھر اُسے ساکت کر گیا تھا۔۔

"بات اگر اللہ کی یا میرے دل کی ہو تو ذرا سی بات بھی میرے اندر سمندر بہا دیتی ہے"۔۔وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہتی اُسے گنگ کر گئی تھی۔۔

"کبھی کبھی دوسروں کی نظر میں جو ذرا سی بات ہوتی ہے وہ کسی کی پوری زندگی بھی تو ہو سکتی ہے"۔۔وہ روتے ہوئے کہتی اب کے رُکی نہیں تھی۔۔وہ انجانے میں اُسے جتا گئی تھی۔۔ لیکن شاہ زیب آفندی کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ کسی کا معصوم دل خود سے جوڑ کر انجانے میں ہی اُسے تکلیف پہنچا چکا ہے۔۔

لیکن نجانے کیوں ماہ رُخ کے اِس طرح رونے اور اُس کی آخری بات پر شاہ زیب کو بات اُس کے دل کی لگی تھی۔۔اُس کی بھوک ہی مر گئی تھی۔۔

....

آج رئیسہ تسنیم کے گھر آئی تھیں، باتوں باتوں میں اُنہوں نے دونوں کے رشتے کا موضوع نکالا تھا۔۔ تسنیم نے اُنہیں رُبا سے پوچھ کر بتانے کو کہا تھا اب وہ جواب مانگ رہی تھیں تا کہ باقاعدہ رشتہ مانگ سکیں۔۔ انعم کے ذریعے اُنہیں رُبا کا شاہ زین کی عیادت کا پتا چلا تھا۔۔ رئیسہ کا بس چلتا ایک ہاتھ سے وہ شاہ زین کو اِس گھر سے نکال باہر کرتیں اور دوسرے ہاتھ سے وہ رُبا کو شاہ زیب کی دُلہن بنا کر لے آتیں۔۔

"رئیسہ یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی، پہلے شاہ زین ٹھیک ہو جائے"۔۔ تسنیم نے اُنہیں ٹالنا چاہا تھا۔۔ رُبا نے فِلحال اُن سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ وہ بھی شاہ زین کی حالت کے پیشِ نظر چُپ تھیں۔۔

"ٹھیک ہے وہ۔۔ اُسی دن گھر آگیا تھا۔۔ اتنی کوئی جان لیوا چوٹ نہیں لگی تھی اُسے۔۔ اُس کی حرکت سے شاہ زیب بھی مُشکل میں پڑ جاتا۔۔"۔۔ اُن کے سینے پر سانپ لوٹ گئے تھے کہ وہ تسنیم کے سامنے بھی اپنے الفاظ پر قابو نہیں پا سکی تھیں۔۔ تسنیم نے حیرت سے اُنہیں دیکھا تھا۔۔

"کیا ہو گیا ہے رئیسہ۔۔وہ بھی تمہاری اولاد ہے۔۔جوان خون ہے۔۔ لڑائی جھگڑے ہو جاتے ہیں۔۔معاف کر دو اُسے بیٹا ہے تمہارا"۔۔

اُن کی بات پر رئیسہ نے نجانے کیسے خود پر قابو رکھا تھا۔۔ایک طوفان تھا جس نے اُن کی ذات کو جکڑا تھا اِس سمے۔۔شاہ زین آفندی کی نفرت رئیسہ شاہنواز کی رگوں میں خون بن کر دوڑتی تھی اور اِس وقت اُنہیں اپنے اندر آگ کے شعلے جلتے محسوس ہوئے تھے۔۔

....

اگلے دن ماہ رُخ کے ماں باپ واپس آئے تھے۔۔وہ اُس سے ملے بغیر اپنے دل میں اُس کے لیے بے شمار بدگُمانیاں لیے واپس حیدر آباد چلی گئی تھی۔۔

اُس سے پہلے اُس کے ماں باپ سے رئیسہ نے بہت ہی اہم بات کی تھی۔۔جو کہ اُنہوں نے فلحال ماہ رُخ سے مخفی رکھنے کو کہی تھی۔۔

....

وہ آج دو دنوں کے بعد اُس کے گھر آئی تھی۔۔ نجانے کیوں اُسے خود اپنا آنا سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔پہلے جب آئی تھی تو رئیسہ سے مُلاقات نہیں ہو پائی تھی۔۔وہ لاؤنج میں کھڑی تھی۔۔جو کہ خالی تھا،اُسے سمجھ نہیں آیا کیا کرے تبھی شہیر ہاتھ میں گاڑی تھامے کمرے سے نکلا

تھا۔۔

"انی (آنٹی)"۔۔وہ اُسے پہچان کر اُسے اپنی گاڑی دکھانے لگا تھا۔۔رُبا نے مُسکراتے ہوئے ہاتھ میں تھاما موبائل ٹیبل پر رکھا تھا پھر صوفے پر بیٹھ کر اُسے گود میں بٹھالیا تھا۔۔وہ اب اُس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کر رہی تھی۔۔

"آنٹی آپ چاچو کی فرینڈ ہیں ناں۔۔؟؟"۔۔ تبھی سامنے سے آتا شاہ میر اُسے دیکھ کر زور سے چہکا تھا۔۔وہ اب کیا جواب دیتی اُس کی بات کا، لیکن اُسے کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر وہ اُس کا ہاتھ تھامتا اُسے کھڑا کر چُکا تھا۔۔

ایک طرف سے شاہ میر ایک طرف سے شہیر دونوں اُسے کھینچتے ہوئے اُس کے کمرے کے دروازے پر لا کھڑا کر گئے تھے۔۔

"چاچو"۔۔شاہ میر نے زور سے اُسے پُکارا تھا۔۔

"تاتو انی"۔۔وہ جو وارڈروب سے اپنے کپڑے نکال رہا تھا شہیر کے انی کہنے پر بُری طرح چونک کر اُس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے وہ پورا کا پورا پلٹا تھا۔۔وہ دونوں دائیں بائیں سے اُس کا ہاتھ تھامے شاہ زین کو دیکھتے ہوئے اپنے کارنامے پر خوش ہو رہے تھے۔۔

بے ساختہ مُسکان نے شاہ زین کے لبوں کو چھوا تھا۔۔

وہ دونوں کے بیچ خفت سے سُرخ چہرے کے ساتھ کھڑی تھی۔۔

"مم۔۔میں آنٹی سے ملنے آئی تھی"۔۔وہ نجانے کیوں وضاحت دے گئی تھی۔۔شاہ زین کی مُسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔

"میں جانتا ہوں۔۔بیٹھو"۔۔وہ اثبات میں سر ہلاتا اُسے بیٹھنے کا اشارہ کر گیا تھا۔۔

"انی شِٹ"۔۔شہیر کی بات پر رُبا نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔شاہ زین اپنی بے ساختہ آئی ہنسی چھپا نہیں سکا تھا

"گھبراؤ نہیں بیٹھنے کو کہہ رہا ہے۔۔"۔۔وہ مزے سے کہتا بیڈ پر بیٹھ گیا تھا دونوں ہی بھاگتے ہوئے اُس کے پاس آئے تھے۔۔ تبھی اُسے اندازہ ہوا اشِٹ سے اُس کا مطلب سِٹ تھا وہ مزید شرمندگی کا شکار ہوتی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔۔

"انی تا تو فینڈ۔۔؟؟"

(آنٹی چاچو کی فرینڈ ہیں۔۔؟)

شہیر اُس سے لگا رُبا کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

"پتا نہیں یہ تو آپ اپنی انی سے پوچھیں کہ وہ آپ کے تاتو کی فینڈ ہیں یا نہیں"۔۔وہ شہیر کا گال چومتا اُس پر نگاہیں جمائے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔رُبا کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی۔۔

"شہیر آنٹی چاچو کی فرینڈ ہیں۔۔اِس لیے تو آنٹی چاچو کا پین دیکھنے آئی ہیں۔۔ کل بھی آئی تھیں"۔۔وہ پرسوں کو کل کہتا تھا۔۔اُس کی بات پر رُبا ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔۔شاہ زین کے ہونٹوں پر رچی مُسکان گہری ہوئی تھی۔۔

"میں چلتی ہوں"۔۔وہ کہہ کر رُکی نہیں تھی۔۔

اُس نے ہنستے ہوئے دونوں بھتیجوں کے گال چومے تھے۔۔

گاڑی کے پاس پہنچ کر اُسے یاد آیا کہ وہ اپنا موبائل اندر ٹیبل پر ہی بھول آئی ہے وہ پلٹی تھی،اندر سے آتی آواز رئیسہ کی ہی تھی۔۔ لیکن وہ الفاظ،رُبا کے قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کیا تھا۔۔

"اُس کے وجود نے ساری زندگی مجھے تمہارے باپ کی بے وفائی کے عذاب میں مُبتلا کیے رکھا ہے۔۔سوتیلے رشتے ساری عُمر سوتیلے ہی رہتے ہیں۔۔اور اب جو وہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے ناں ایسا میں ہرگز نہیں ہونے دوں گی سُن لو تم"۔۔وہ پھنکار رہی تھیں۔۔اُنہیں بچّوں

کے ذریعے رُبا کے آنے کا پتا چلا تھا۔۔ وہ دروازے پر کھڑی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ کس کے بارے میں بات کر رہی تھی۔۔

"یہ سگا سوتیلا یہ سب لوگوں کی بنائی باتیں ہیں۔۔ مما اتنے سال اُس کے ساتھ ایک چھت کے نیچے گُزار کر بھی آپ اُسے پہچان نہیں پائیں۔۔ میں اُس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔۔ کیسے سمجھاؤں آپ کو ہماری صرف شکلیں ہی نہیں ملتی، ہماری روح ہمارا دل ایک دوسرے سے جُڑا ہوا ہے"۔۔ شاہ زیب کی آواز اونچی تھی لیکن لہجہ بے بس تھا۔۔ شک کی کوئی گُنجائش نہیں رہی تھی۔۔ وہ لڑکھڑائی تھی۔۔

"تمھیں تو بچپن سے اُس نے اپنی اُنگلیوں پر نچایا ہوا ہے۔۔ مجال ہے جو اُس ناگن کی اولاد کے بارے میں تم کچھ سُن لو۔۔ ہمیشہ ماں کے آگے کھڑے ہو جاتے ہو تم۔۔ نفرت ہے مجھے اُس سے۔۔ اور اب جو وہ سوچ رہا ہے ناں ایسا تو میں قیامت تک نہیں ہونے دوں گی"۔۔ وہ جاہل عورتوں کی طرح چلا رہی تھی۔۔ رُبا حق دق سی کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی۔۔

"لیکن مما جو آپ سوچ رہی ہیں میرے لیے بھی وہ مُمکن نہیں ہے۔۔ رُبا اور میں صرف اچھے دوست ہیں"۔۔ شاہ زیب کی بات پر اُس نے آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ کھڑے کھڑے گر جاتی موبائل وہیں چھوڑ کر وہ اپنی گاڑی کی طرف دوڑی تھی۔۔

گاڑی گھر سے نکال کر اُس نے کچھ دور جا کر روکی تھی۔۔

کتنا گہرا تھا وہ شخص۔۔اُسے اب سمجھ آرہا تھا اُن کالی گہری آنکھوں کی اُداسی کا ملال۔۔اُس پتھر لہجے کا راز۔۔

اُس کا دُکھ اپنے دل پر محسوس کرتی وہ اسٹئیرنگ پر سر رکھے رو دی تھی۔۔

....

اُس کی آنکھ موبائل کی وائیریشن پر کُھلی تھی۔۔جو شاہ زیب کا تھا خود وہ اُس سے تھوڑے سے فاصلے پر بے خود سو رہا تھا۔۔اُس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اُٹھایا تھا، لیکن اسکرین پر چمکتا نام دیکھ کر وہ چونکا تھا۔۔رات کے دو بجے اُس کی کال۔۔کال بند ہو چکی تھی۔۔پھر یکے بعد دیگرے تین چار میسجز آئے تھے۔۔اُس نے ایک نظر شاہ زیب پر ڈالی تھی۔۔جو سر میں درد کے باعث دوا لے کر سو رہا تھا۔۔جب میسج پھر آیا تھا۔۔جو وہ کھول گیا تھا۔۔

"شاہ زیب پک اپ دی کال پلیز"

(شاہ زیب کال اُٹھاؤ پلیز)

"پلیز پلیز آئی نیڈ یو"

(پلیز پلیز مجھے تمہاری ضرورت ہے)

وہ ٹھٹکتا ہوا اُٹھ بیٹھ تھا۔۔اُس کے دل نے گواہی دی تھی وہ پریشان ہے۔۔موبائل پھر بجا تھا۔۔اُس نے لمحہ ضائع کیے بغیر کال اٹینڈ کی تھی۔۔آگے سے اُس کی روتی ہوئی آواز سُن کر وہ دھک سے رہ گیا تھا۔۔

"شاہ۔۔شاہ زیب مم۔۔ما۔۔ہاسپٹل میں ہیں۔۔تم آجاؤ پلیز۔۔مجھے کوئی کچھ نہیں۔۔بتا۔۔میں کیا کروں۔۔تم۔۔آجاؤ"۔۔وہ ہاسپٹل کا نام بتاتی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

"میں آرہا ہوں"۔۔تین لفظ کہہ کر اُس نے کال کاٹی تھی۔۔ایک نظر سوئے ہوئے بھائی پر ڈال کر اُس نے صوفے پر رکھی اپنی ہُڈی پہنی تھی۔۔والٹ، اپنا موبائل اور گاڑی کی چابی اُٹھاتا ہوا وہ چُپ چاپ کمرے سے نکلا تھا۔۔وہ اب ٹھیک تھا ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔۔لیکن شاہ زیب ابھی بھی اُسے ڈرائیو کرنے نہیں دیتا تھا۔۔لیکن اِس وقت وہ کچھ بھی سوچے سمجھے بنا ہاسپٹل کے لیے نکلا تھا۔۔

••••••••

ریسپشن سے پیشنٹ کا نام پوچھ کر وہ اُوپر آیا تھا سامنے ہی وہ گھٹنوں میں سر دیئے بینچ پر اکیلی بیٹھی تھی۔۔پورا کوریڈور خالی تھا۔۔نجانے کیوں شاہ زین کو اُس پر ترس آیا تھا۔۔دسمبر کا پہلا ہفتہ ہونے کے باعث رات کے سوا دو بجے ٹھنڈ بڑھ سی گئی تھی۔۔وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اُس تک آیا تھا۔۔پھر آہستہ سے اُس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔۔کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے رُبا نے دھیرے سر اُٹھایا تھا۔۔وہ شاہ زیب نہیں وہ تھا۔۔اُسے دیکھ کر رُبا کا دل بھر آیا تھا۔۔بھیگی سُرخ آنکھیں، سوجے پپوٹے۔۔شانوں پر بکھرے بال، جو کہ آنسوؤں کے باعث رُخساروں پر بھی چپکے ہوئے تھے۔۔وہ ٹوٹی بکھری حالت میں اُس کے سامنے تھی۔۔کچھ لمحے اُسے دیکھتے رہنے کے بعد اُس کے ہونٹوں سے سسکی بر آمد ہوئی تھی۔۔اگلے ہی لمحے وہ اُس کے شانے سے لگی رو دی تھی۔۔

"میری مام۔۔مام۔۔"۔۔شاہ زین نے کچھ کہے بغیر اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیا تھا۔۔رُبا بلال کب سے ہمت دکھاتے دکھاتے تھک سی گئی تھی اب اُس کا کندھا کیا ملا وہ ٹوٹ کر بکھری تھی۔۔وہ بغیر کچھ کہے اُسے اپنے مضبوط حصار میں لیے بیٹھا رہا تھا۔۔وہ چاہتا تھا کہ وہ رو کر اپنا غُبار نکال لے۔۔اُن کو ICU میں لے جایا گیا تھا۔۔کچھ منٹ بعد رُبا کو احساس ہوا وہ کسی مانوس خوشبو کے حصار میں تھی اُس نے اُس کے سینے سے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔۔وہ سچ میں اُس کے پاس تھا۔۔اور اُس کے بے حد قریب۔۔وہ فوراً سے سیدھی ہوئی تھی۔۔اُس نے

اپنا بازو ہٹایا تھا۔رُبا کو اپنا چہرہ دہکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔چہرہ صاف کرنے کے بہانے اُس نے اپنا رُخ موڑا تھا۔۔ تبھی شاہ زین نے قریب سے گزرتے وارڈ بوائے سے پانی کی بوتل منگوائی تھی۔۔وہ اِس وقت سفید کُرتے اور ٹراؤزر میں تھی۔۔کچھ سوچ کر اُس نے کھڑے ہو کر اپنی بلیک ہُڈی اُتار کر خاموشی سے اُس کی طرف بڑھائی تھی۔۔

رُبا نے ہتھیلی سے آنکھیں صاف کرتے ہوئی نفی میں سر ہلایا تھا۔۔لیکن شاہ زین نے اپنا ہاتھ نہیں ہٹایا تھا۔۔مجبوراًاُسے لینی پڑی تھی۔۔ ہُڈی سے آتی مانوس خوشبو سے اُس نے بے ساختہ چونک کر سامنے کھڑے بندے کو دیکھا تھا جو پانی کے بوتل کے پیسے دے رہا تھا۔۔مسٹرڈ ٹی شرٹ بلیک ٹراؤزر۔۔بکھرے بال، آنکھوں میں نیند کا خُمار جن میں ہلکی سے سُرخی تیر رہی تھی۔۔نیند کے خُمار میں ڈوبی بھاری آواز ایک لمحے کو اُس کا دل دھڑا گئی تھی۔۔ضرور وہ نیند سے اُٹھ کر آیا تھا۔۔سر کے گرد بندھی بینڈیج کے بجائے اب صرف چوٹ کی جگہ پر بینڈیج تھی۔۔

وہ پلٹا تھا رُبا نے سرعت سے نگاہیں چُرائی تھیں۔۔لیکن وہ اُس کی چوری پکڑ گیا تھا۔۔

"لو پانی پیو"۔۔اُس نے بوتل اُس کے آگے بڑھائی تھی۔۔آنکھوں میں اچانک اُمڈتے آنسوؤں پر قابو پاتے ہوئے وہ نفی میں سر ہلا گئی

تھی۔۔اب کہ اُس نے ڈھکن کھول کر بوتل اُس کے مُنہ سے لگائی تھی۔۔

"مام۔۔"۔۔دوچار گھونٹ لے کر وہ ہاتھوں میں چہرہ چُھپائے رودی تھی۔۔

"رونے سے کچھ ہو گا تو میں بھی تمہارے ساتھ بیٹھ کر رو دیتا ہوں"۔۔وہ بے بسی سے بولا تھا۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی آنکھوں کو ہاتھ کی پُشت سے صاف کر کے وضو کے لیے اُٹھی تھی۔۔

....

تسنیم نے اپنے اکلوتے بیٹے کو کچھ زیورات بیچ کر باہر پڑھنے کے لیے بھیجا تھا،وہ رُبا سے ایک سال ہی بڑا تھا۔۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد بجائے واپس آنے کہ وہ جاب کے بہانے وہیں رہ گیا تھا۔۔پیسے بھیجنے کے بجائے وہ اکثر ماں سے پیسے منگوا تا رہتا تھا۔۔ ممتا کے ہاتھوں مجبور وہ اپنی بچت میں سے اُسے کچھ نہ کچھ بھیجتی رہتی تھیں جس کی باعث بیٹی سے اُن کی ناراضگی چلتی رہتی تھی۔۔ لیکن رات اُس نے اُن سے اچھی خاصی بدتمیزی کی تھی۔۔وہ وہاں کسی انگریز لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا۔۔جو کہ وہ اُنہیں پہلے ہی بتا کر اُن سے کچھ رقم بھی منگوا چُکا تھا۔۔اب وہ گھر میں اپنے حصّے کا مطالبہ کر رہا تھا۔۔ جس میں آدھا حصّہ رُبا کا تھا۔۔

"اگر آپ سارا گھر اپنی لاڈلی کو دینا چاہتی ہیں تو یہ مت بھولیں پیپر زمیں پاپا نے یہ گھر ہم دونوں کے نام کیا ہے۔۔اگر آپ نہیں چاہتیں کہ میں واپس آکر آپ پر کیس کروں تو گھر کو بیچیں اور مجھے میرا حصّہ دیں۔۔میں شادی کر رہا ہوں"۔۔اُس کے الفاظ اُنہیں تیر کی طرح لگے تھے۔۔ساری زندگی جس بیٹے کو محنت مُشقت سے پڑھایا لکھا آج وہ اُن پر کیس کرنے کی بات کر رہا تھا۔۔مزید برداشت نہ کرتے ہوئے وہ ہوش وخرد سے بیگانہ ہوئی تھیں۔۔اُنہیں مائیز اٹیک ہوا تھا۔۔گو کہ وہ اب خطرے سے باہر تھیں اُس کے باوجود رُبا کے بار بار بہتے آنسوؤں نے شاہ زین کو اندر تک مضطرب کر دیا تھا۔۔

....

صبح چھ بجے تسنیم کی بہتر حالت کے پیشِ نظر اُنہیں روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔اُن سے ملنے کے بعد وہ اُسے ناشتہ کروانے کے لیے زبردستی کینٹین لے آیا تھا۔۔

"خود میں طاقت بچے گی تو آنٹی کا خیال رکھ سکو گی ناں"۔۔اُس نے اُس کے آگے چائے کا کپ بڑھایا تھا۔۔رُبا نے دھیمے سے مُسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا لیکن یہ کیا۔۔شاہ زین کی ہُڈی میں اُس کا ہاتھ مُکمل طور پر چُھپ سا گیا تھا قبل اِس کے کہ وہ سلیوز اوپر چڑھاتی

وہ کپ ٹیبل پر رکھتا اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ کی طرف بڑھا گیا تھا۔۔شاہ زین آفندی کی اگلی حرکت ایک لمحے کو رُبا بلال کو ساکت کر گئی تھی۔۔ وہ بڑے آرام سے ہُڈی کی سلیوز فولڈ کرنے لگا تھا۔۔ اگلے ہی لمحے وہ جھینپی تھی لیکن وہ بنا رُکے اپنے کام میں مصروف رہا تھا۔۔

"جتنا تم اِس ایک رات میں رو چکی ہو تمہاری باڈی میں پانی کی کمی یقینی ہے"۔۔وہ جُھکے سر سے اُس کے دوسرے ہاتھ کی سلیوز اُوپر کرتا ہلکے پُھلکے انداز میں اُس کا دھیان بٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ جس میں وہ کامیاب بھی ہوا تھا۔۔شاہ زین نے سر اُٹھا کر دیکھا تھا۔۔ جھینپی جھینپی سی مُسکراہٹ ہنسی میں بدلی تھی۔۔

"یہ لیجیئے میم۔۔بندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے اور حکم کریں"۔۔اُس نے تھوڑا سا جُھک کر اُس کے آگے چائے کا کپ بڑھایا تھا۔۔وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھتی کھکھلا کر ہنس دی تھی۔۔کچھ پل وہ اُس کے چہرے کو دیکھتا رہا تھا۔۔یہ شوخی شاہ زین آفندی کے مزاج کا خاصا نہیں تھی۔۔رُبا بلال بڑی بہادری سے اُس کے پتھر دل پر واردات کر گئی تھی جس سے وہ خود بھی انجان تھا۔۔وہ دھیرے دھیرے اُس لڑکی کے سحر میں اسیر ہوتا جا رہا تھا۔۔اور اُس پر ستم یہ کہ وہ اِس اسیر مُحبت کے سحر سے نکلنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔

....

"مام۔۔ آپ ٹھیک ہیں ناں۔۔؟؟"۔۔وہ اُن کے پاس جُھکی اُن کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتی نم آنکھوں سے پوچھ رہی تھی۔۔ تسنیم نے اُسے اپنے پاس بیڈ پر بٹھایا تھا۔۔وہ بیتابی سے اُس کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔۔

"ہاں میری جان"۔۔اُنہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہہ کر اُس کے چہرے پر آئے بکھرے بال سمیٹے تھے۔۔اُس نے جُھک کر اُن کی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے۔۔

"لیک۔۔ لیکن۔۔ میں بہت ڈر گئی ہوں رُبا۔۔یہ۔۔یہ دُنیا بہت ظالم ہے۔۔ میرے بعد تم۔۔ تم اکیلی۔۔"۔۔وہ تڑپ کر اُن کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔

"مام۔۔ آ۔۔ آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ایسی باتیں نہیں کریں۔۔پلیز ایسی باتیں نہیں کریں"۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی رو دی تھی۔۔

"میں۔۔ تمہیں کسی مضبوط ہاتھوں میں دینا چاہتی ہوں۔۔جو تمہاری حفاظت کرے۔۔ تم سے بے تحاشہ مُحبت، عزت۔۔"۔۔ نقاہت اور رونے کے باعث اُن سے بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔۔اُن کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے اُس کے آنسوؤں میں تیزی آئی تھی۔۔

"مام۔۔ آپ ٹھیک ہو جائیں۔۔ مت سوچیں یہ سب پلیز مام۔۔"۔۔اُس نے اُن کے ہاتھوں پر اپنے لب رکھے تھے۔۔

"رُبا میری بات مانو۔۔ تم۔۔ تم شاہ۔۔ شاہ ز"۔۔ وہ رُکی تھیں ساتھ میں اُس کا دل بھی۔۔

"زیب۔۔ شاہ زیب۔۔ بہت اچھ۔۔ چھا لڑکا۔۔ ہے۔۔ میں رئیسہ سے بات کروں گی۔۔ تم مان جاؤ۔۔ میری۔۔ جان"۔۔ اُنہوں نے التجائی انداز میں کہتے اپنے ہاتھ بیٹی کے آگے جوڑنے چاہے تھے۔۔ دونوں کے قدم دروازے پر رُکے تھے۔۔ آگے کھڑے شاہ زیب نے پلٹ کر اُسے دیکھا تھا۔۔ جو سرعت سے اپنے لب بھینچ گیا تھا۔۔ اُس نے تڑپ کر ماں کے ہاتھ تھامے تھے۔۔

"مام۔۔ ایسا نہ کریں۔۔ جو آپ کہیں گی میں کروں گی۔۔ آپ جس کے لیے کہیں گی میں ہاں کروں گی۔۔ آپ بس ٹھیک ہو جائیں۔۔ پلیز مام"۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اُن کے سینے پر اپنا سر رکھ گئی تھی۔۔ شاہ زین آفندی کا چہرہ خطرناک حد تک سُرخ ہوا تھا۔۔ وہ ایک دم پلٹ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔۔

"شاہو۔۔ رُک"۔۔ شاہ زیب اُس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔

....

"میری بات سُن شاہو۔۔!!"۔۔ اُس نے اُسے پارکنگ میں جا لیا تھا۔۔

"شہزو۔۔میرا دماغ پہلے ہی خراب ہے۔۔میرے سامنے مت آ"۔۔وہ اپنا بازو چُھڑاتا دُرشتگی سے بولا تھا۔۔

"تُو تو اُسے پسند ہی نہیں کرتا، پھر یہ سب ڈرامہ کیوں۔۔!!"۔۔شاہ زیب نے بھی جواباً اُسے گھورا تھا۔۔

"تجھے کیا لگتا ہے رات سے میں یہاں 'شاہ زیب بہت اچھا لڑکا ہے' سُننے کے لیے ہی تو جھک مار رہا ہوں۔۔تو جا یار"۔۔وہ از حد تپے ہوئے انداز میں بولا تھا۔شاہ زیب کا قہقہہ فلک شگاف تھا۔۔شاہ زین لب بھینچے اُسے گھورتا یقیناً خود پر قابو پا رہا تھا۔لیکن وہ بجائے چُپ ہونے کے جُھک کر اپنا پیٹ پکڑے ہنس ہنس کر دُہرا ہو رہا تھا۔۔

"تو اِدھر آ بیٹا"۔۔مزید برداشت نہ کرتے ہوئے شاہ زین نے اُس کا سر اپنے بازو میں لیا۔۔

دونوں کو ایک دوسرے کی گرفت میں دیکھ کر ہاسپٹل کا چوکیدار بھاگا آیا تھا۔۔

"اوئے باہر جا کر لڑو"۔۔اُس کے ڈپٹ کر کہنے پر دونوں ایک دم سیدھے ہوئے تھے۔۔

"اوہ لالہ یہ ہم دونوں کا پیار ہے۔۔"۔۔شاہ زیب نے شاہ زین کے کندھے سے مصنوعی گرد جھاڑی تھی۔۔دو ایک جیسی شکلوں کو دیکھ کر اُس کا مُنہ کُھلا رہ گیا تھا۔اُسے دونوں کو یوں گھورتا پا کر شاہ زین کا پارہ مزید ہائی ہوا تھا۔۔

"وہ گیٹ پر دیکھو، گاڑی آئی ہے"۔۔شاہ زین کے مُتوجہ کرنے پر وہ گیٹ کی طرف بھاگا تھا۔۔

"چل میرے ساتھ اندر آ۔۔میں بات کرتا ہوں آنٹی سے"۔۔اُس نے شاہ زین کا ہاتھ کھینچا تھا۔۔

"سُنا نہیں تُو نے وہ تیرے لیے مان گئی ہے۔۔تُو جا مٹھائی بانٹ"۔۔وہ ایک جھٹکے سے اپنا بازو چُھڑاتا خراب موڈ کے ساتھ گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔

"استغفراللہ۔۔اُس نے اللہ سے میری شکایت لگا کر اللہ کو مجھ سے ناراض کروا دینا ہے"۔۔وہ ایک دم بُدبُدا تھا۔۔لیکن پھر اُس کے بگڑے بگڑے تیوروں کو دیکھ کر اُسے بے اختیار ہنسی آ گئی تھی۔۔

جس انداز سے اُس نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی تھی شاہ زیب کے اندر پھلجھڑیاں روشن ہونے لگی تھیں۔۔

"اے عشق تیرے رنگ"۔۔پھر گُنگناتا ہوا اندر کی جانب بڑھا تھا

....

"آنٹی پلیز آپ مما سے بات نہیں کیجیئے گا۔۔آج بابا آپ سے خود بات کریں گے۔۔پلیز آنٹی"۔۔اُس نے اُن کو تفصیل بتائے بغیر اُن کی

منت کی تھی۔۔ تسنیم نے اُس کی بات مان لی تھی۔۔ اُس نے رُبا سے کچھ بات کرنے کا کہہ کر اُسے باہر آنے کا کہا تھا۔۔شاہ زیب نے اُسے ہُڈی میں دیکھ کر اپنی مُسکراہٹ روکی تھی۔۔

"تم بیوقوف لڑکی۔۔ اب خود ہی سنبھالنا اپنے اینگری ینگ مین کو"۔۔اُس کی بات پر رُبا کی ہوائیاں اُڑی تھیں۔۔

"کک۔۔ کیا مطلب۔۔!!"۔۔جواباً شاہ زیب نے اُس کے سامنے شاہ زین کے بات سُننے اور اُس کا ردِ عمل بیان کیا تھا۔۔

"یار کیوں تم مجھے جہنم میں پہنچوانا چاہتی ہو۔۔ ؟؟۔۔اُس کا ایک استغفر اللہ اور آنکھوں کی برسات دیکھ کر میرا دل دہلنے لگتا ہے"۔۔اُس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔رُبا نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"میری درد بھری کہانی کو چھوڑو۔۔ اپنی فِکر کرو۔۔ کیونکہ آج میں بابا کو آنٹی کے پاس تم دونوں کی بات کرنے بھیج رہا ہوں۔۔اور میں اپنے بھائی کو اچھے سے جانتا ہوں۔۔ اور اب تو بات اُس کی انا کی ہے۔۔"۔۔بولتے بولتے اُس کی نظر رُبا کے چہرے پر پڑی تھی وہ ایک دم رُکا تھا۔۔وہ نچلا لب دانتوں میں دبائے اپنے آنسو روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔

"اچھ۔۔اچھا رو نہیں پلیز۔۔میں اُس اینگری ینگ مین کا غصّہ چیک کرتا ہوں۔۔ویسے بھی اتنی اچھی نیوز ملے گی سب بھول جائے گا"۔۔

آخر میں اُس کا لہجہ شرارتی ہوا تھا۔۔بولڈ سی رُبا بلال بلش ہوئی تھی۔۔

"بس تم نے یہی کام میرے بھائی کے سامنے کرنا ہے۔۔قسم سے دل سنبھالتا رہ جائے گا اپنا"۔۔وہ شرارت سے بولا تھا۔۔

"میں جا رہی ہوں"۔۔وہ اُس کے شانے پر مُکا جڑتی اندر بھاگی تھی۔۔

اُس کے چہرے کی دلکش مُسکان دیکھ کر تسنیم نے سکون سے آنکھیں بند کی تھیں۔۔

....

شاہ زیب نے اُس کے علم میں لائے بغیر بڑی خوبصورتی سے اُن دونوں کا مُقدمہ شاہنواز اور شاہ ذر کے سامنے رکھا تھا۔۔ساتھ میں رئیسہ کی خواہش کا اظہار بھی کر دیا تھا۔۔وہ دونوں تسنیم کی عیادت کے لیے ہاسپٹل آئے تھے۔۔شاہنواز آفندی نے اُن سے شاہ زین کے لیے رُبا کا ہاتھ مانگا تھا۔۔

"دیکھیں۔۔مُجھے پتا ہے کہ یہ بات اِس وقت مُناسب نہیں ہے۔۔لیکن میں چاہتا ہوں آپ سوچ سمجھ کر جواب دیں۔۔شاہ زین میرا بیٹا آپ کے سامنے ہے اگر آپ نے کوئی چھان بین کروانی ہے تو میں شاہ زیب سے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو اُس کے آفیس کا ایڈریس دے

دے گا۔۔ آپ ہر طرح سے تسلی کر لیں"۔۔وہ متانت سے بولے تھے۔۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔جب بچّے آپس میں راضی ہیں۔۔ لیکن رئیسہ۔۔مجھے رئیسہ کی فکر ہے۔۔وہ بہت بار مجھ سے شاہ زیب کے لیے کہہ چکی ہیں"۔۔وہ تھوڑی سی متامل ہوئی تھیں۔۔

"بھائی صاحب کہنا تو نہیں چاہیئے، لیکن میں جانتی ہوں کہ شاہ زین رئیسہ کا بیٹا نہیں ہے"۔۔۔وہ سر جُھکا کر کچھ شرمندگی سے بولیں تھیں۔۔رُبا اپنے آپ میں چور ہوئی تھی۔۔شاہنواز آفندی کچھ پل ساکت سے ہوئے تھے۔۔جب کہ شاہ ذر اور شاہ زیب نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔

"یقین کریں یہ بات راز ہی رہے گی۔۔ لیکن.. رئیسہ کی باتوں سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ رئیسہ شاہ زین کو کچھ خاص پسند نہیں کرتیں۔۔اور اب یہ رشتہ۔۔"۔۔وہ خاموش ہوئی تھیں۔۔

"رئیسہ کے بارے میں پریشان ہونے کی آپ کو ضرورت نہیں ہے۔۔جب آپ جانتی ہیں کہ شاہ زین صرف میرا بیٹا ہے اور رُبا آپ کی بیٹی تو ہم دونوں کا حق ہے کہ ہم اپنے بچّوں کے رشتے اپنے بچّوں کی مرضی سے کریں"۔۔وہ مضبوط لہجے میں بولے تھے۔۔

تسنیم نے بیٹی کو دیکھا تھا، جو اب تک شاہ زین کی ہُڈی میں کچھ جھینپی جھینپی سی بیٹھی تھی۔۔

"میں بس اپنی بیٹی کا ہاتھ جلد از جلد کسی مضبوط انسان کے ہاتھ میں دینا چاہتی ہوں، جو اِس کی عزت کرے اور معاشرے میں اِس کی عزت کروائے"۔۔اُن کی بات پر شاہ زیب نے شرارت سے رُبا کو دیکھا تھا، جس کی حالت پہلے ہی غیر ہو رہی تھی اُس کی نظروں سے مزید بلش ہوتی اُس نے اُسے گھوری سے نوازا تھا۔۔

"پھر یقین کریں آنٹی میرا بھائی اِس قابل ہے۔۔اِن شاء اللہ وہ اپنی بیوی کی عزت کرے گا بھی اور معاشرے میں کروائے گا بھی۔۔کیونکہ وہ ایک مضبوط کردار کا مالک ہے"۔۔شاہ ذر کے لہجے میں بھائی کے لیے مان تھا فخر تھا، تسنیم نے رضامندی سے مُسکراتے ہوئے رُبا کو دیکھا تھا۔۔جس نے سر کو مزید جُھکایا تھا۔۔

"مُبارک ہو یہ ہُڈی کا مالک آپ کا ہوا"۔۔اُس کی بُلند سرگوشی پر رُبا نے دھڑکتے دل کے ساتھ سٹپٹا کر اُسے گھورا تھا۔۔شاہ ذر کے قہقہہ لگانے پر وہ کمرہ ہی چھوڑ گئی تھی۔۔شاہ زیب اُس کے پیچھے لپکا تھا۔۔

"شاہ زیب اسٹاپ دس"۔۔رُبا نے پلٹ کر اُسے گھورا تھا۔۔

"اچھا سُنو تو۔۔ میرے بھائی کی ہُڈی تو دے دو یار"۔۔وہ پیچھے سے چلایا تھا

"جب ہُڈی والا میرا ہوا تو ہُڈی بھی میری ہوئی"۔۔وہ پلٹ کر کہتی prayer room میں گُھسی تھی۔۔وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔

•••••••

تسنیم گھر آچکی تھیں۔۔رئیسہ اُن سے ملنے آئی تھیں۔۔

"رُبا بیٹا تم مجھے کال کر دیتی۔۔ تمہارا تو بھائی بھی یہاں نہیں ہے۔۔کیسے مینج کیا ہو گا تم نے اکیلے۔۔میں شاہ زیب کو بھیج دیتی"۔۔وہ اُن کے لیے چائے لائی تھی۔۔اُس کی بات پر اُس نے کچھ گھبرا کر ماں کو دیکھا تھا۔۔

"اکیلی کہاں تھی. ماشاءاللہ زندگی دے شاہ زین کو۔۔رات کے دو بجے ہی بھاگا چلا آیا تھا"۔۔ تسنیم مُسکرا کر بولی تھیں۔۔

"کیا شاہ زین۔۔؟؟۔۔وہ۔۔اُسے کس نے بُلایا تھا۔۔؟؟"۔۔وہ خود پر قابو نہیں رکھ سکی تھیں۔۔

"آنٹی میں نے شاہ زیب کو کال کی تھی۔۔وہ سو رہا تھا"۔۔وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔

"اللہ کے کرم سے کال شاہ زین نے ریسیو کی تھی، اُسی وقت دوڑا چلا آیا تھا۔۔بہت اچھا بچّہ ہے"۔۔وہ مُحبت سے بولیں تھیں۔۔رئیسہ کے

چہرے کے تاثرات عجیب ہوئے تھے۔۔ تسنیم ڈھکے چُھپے انداز میں رئیسہ کو بہت کچھ باور کروانا چاہتی تھیں۔۔

"رئیسہ میں نے تم سے شاہ زیب اور رُبا کے سلسلے میں بات کی تھی۔۔ تم مجھے جواب کیوں نہیں دے رہی۔۔؟؟"۔۔وہ اب کچھ چِڑ کر بولی تھیں۔۔

رُبا ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔۔

"رئیسہ۔۔رُبا اور شاہ زیب دونوں ہی اِس رشتے پر راضی نہیں ہیں۔۔اب زبردستی کا دور تو رہا نہیں"۔۔وہ لگی پٹی رکھے بغیر بولیں۔۔وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلی تھیں۔۔

"دیکھو۔۔ تسنیم یہ فیصلے بچّوں کے کرنے کے نہیں ہوتے۔۔شاہ زیب تمہارے سامنے ہے۔۔مجھے رُبا دل سے پسند ہے میں چاہتی ہوں وہ میری بہو بنے۔۔اور تم شاہ زیب کی فکر نہ کرو وہ مان جائے گا۔۔ تم بس رُبا سے ایک بار پھر بات کرو اُسے اِس رشتے پر راضی کرو"۔۔اُن کے لہجے میں عجیب سی ضد محسوس کر کے تسنیم چُپ ہوئی تھیں۔۔وہ شاہنواز آفندی سے بات کرنے کا فیصلہ کر چکی تھیں۔۔وہ اب رُبا اور شاہ زین کو جلد از جلد کسی مضبوط رشتے میں باندھنا چاہتی تھیں۔۔

....

تین دنوں سے اُس کی ہر کوشش بیکار جا رہی تھی۔۔وہ نہ اُس کی کال اُٹھا رہا تھا نہ ہی شاہ زیب کے ہاتھ آ رہا تھا۔۔فلحال شاہ زیب کے کہنے پر شاہنواز اور شاہ ذر نے اُس سے یہ بات چھپائی تھی۔۔

شاہ زیب کو اندازہ تھا وہ ابھی غصّے میں ہے اُس سے بعید نہیں وہ انکار ہی نہ کر دے۔۔

"کیا سمجھتی ہے وہ خود کو۔۔؟؟۔۔میں اُس کے لیے کوئی ٹاسک تھا۔۔؟؟ جیسے عبور کر کے وہ میرے ساتھ یہ سلوک کرے گی اور میں اُس سے دوبارہ بات کرنے لگ جاؤں گا۔۔؟؟۔۔بھول ہے یہ اُس کی۔۔اُس سے بولو وہ ایک بار شاہ زین آفندی کے دل کا تالا توڑ کر اندر آنے کی بہادری دکھا کر اُسے جیت چکی تھی، لیکن اب بات شاہ زین آفندی کی انا کی ہے۔۔شاہ زین آفندی اپنے دل کا تالا بدل چکا ہے"۔۔وہ پہلے سے زیادہ سخت چٹان بنا ہوا تھا۔۔شاہ زیب کے ہاتھ میں تھامے موبائل پر وہ کال پر سب کچھ سُنتی مُنہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔ آنسو تواتر سے بہنے لگے تھے۔۔

ماں کی فرمانبرداری میں وہ محبت کو نظر انداز کرنے کا جُرم کر بیٹھی تھی۔۔جو شاہ زین آفندی معاف کرنے پر راضی نہیں تھا۔۔

....

نکاح نامے پر سائن کرنے کے ساتھ ہی اُس نے سب کے ساتھ دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تھے۔۔دل ہی دل میں آمین کہہ کر اُس نے جیسے ہی مُنہ پر ہاتھ پھیرے تھے پیچھے سے شاہ زیب نے اُسے اپنے حصار میں لے کر اُس کا گال چوما تھا۔۔

"مُبارک ہو ٹوئنی"۔۔شاہ زین نے باپ، بھائی، مولوی صاحب کے سامنے اُس کی بے تکلفی پر اُسے گھورا تھا۔۔

شاہ ذر نے کُھلی بانہوں سے اُسے گلے لگایا تھا۔۔وہ ہنستا ہوا اُس کے سینے سے لگا تھا۔۔بس ایک وجود نم آنکھوں سے اُسے سب کے ساتھ ملتے ہوئے حسرت سے دیکھ رہا تھا۔۔

"مُبارک ہو بیٹے۔۔اللہ تم دونوں پر ہمیشہ اپنا کرم رکھے"۔۔وہ اُسے سینے سے لگانے کی تڑپ میں آگے بڑھے تھے جبھی وہ شُکریہ کہہ کر شاہ زیب کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔باپ بیٹے کی یہ حرکت بظاہر کسی کی نظر میں نہیں آئی تھی۔۔لیکن دونوں کے ہی دل اِس وقت ایک دوسرے سے مُخاطب تھے۔۔

تسنیم نے نم آنکھوں سے اُس کی پیشانی چومتے ہوئے ڈھیروں دُعائیں دے ڈالی تھیں۔۔

"ٹو ئنی۔۔بھابھی سے ملنا چاہتے ہو تو بولو۔۔میں کچھ جگاڑ کرتا ہوں"۔۔وہ اُس کے کان میں بولا تھا۔۔

"ضرورت نہیں ہے۔۔شکریہ"۔۔وہ سب پر ایک نگاہ ڈالتا بے رُخی سے بولا تھا۔۔شاہ زیب نے گہرا سانس لیا تھا۔۔

کھانا کھانے کے بعد وہ اُس سے ملے بغیر چلا گیا تھا۔۔جب کہ وہ اُس کے موڈ سے خائف ہوتی خود کو رونے سے روک نہیں پائی تھی۔۔

اُس دن رئیسہ کے جاتے ہی تسنیم نے شاہنواز آفندی سے دونوں کے جلد از جلد نکاح کی بات کی تھی۔۔

شاہ ذر اور شاہ زیب نے ساری بات شاہ زین کے سامنے رکھی تھی۔۔شاہ زیب کے حسبِ توقع وہ بھڑک اُٹھا تھا۔۔

"تم اُس پر غصّہ ہو۔۔اُس سے ناراض ہو۔۔ٹھیک ہے دکھاتے رہو نخرے، لیکن میرے بھائی تسنیم آنٹی نے اب چُپ کر کے نہیں بیٹھنا، اُنہوں نے ہر حال میں رُبا کی شادی کہیں بھی کر دینی ہے۔۔تمہارے اِن نخروں سے کہیں لڑکی ہی ہاتھ سے نہ نکل جائے، ورنہ نخرے دِکھانے کا حق بھی کھو دے گا"۔۔شاہ زیب کی مذاق میں کہی بات اُس کے دل پر لگی تھی لیکن انا کے سر اُٹھانے پر وہ چُپ ہی رہا تھا۔۔

"چھوڑ اِس کو"۔۔شاہ ذر نے بھائی کو گھورا تھا۔۔

"دیکھو زین۔۔میں اور بابا تسنیم آنٹی کو زبان دے چکے ہیں۔۔صرف اِس لیے کہ ہم جانتے ہیں کہ تم اُسے پسند کرتے ہو۔۔لیکن میرے

لیے تمہاری خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔۔اگر تم راضی نہیں ہو تو میں پرسنلی جا کر تسنیم آنٹی سے معذرت کرلوں گا"۔۔شاہ ذر نے تحمل سے ساری بات کا فیصلہ اُس کے ہاتھ میں رکھا تھا۔۔ناراضگی اپنی جگہ پر دل بھی اب اُس وجود سے لاتعلقی برداشت نہیں کرپارہا تھا۔۔ وہ راضی ہوا تھا۔۔اور آج محض چار دنوں کے بعد وہ رُبابِلال سے رُبا شاہ زین بنادی گئی تھی۔۔۔رئیسہ سے فلحال سب کچھ چُھپایا گیا تھا۔۔ تسنیم کی پریشانی کو دیکھ کر شاہنواز آفندی نے اُنہیں تسلی دی تھی کہ وہ رئیسہ کو خود سنبھال لیں گے۔۔

....

شاہنواز آفندی نے گھر آتے ہی رئیسہ کو اِس نکاح کے بارے میں آگاہ کیا تھا،اُن کے پیروں تلے جیسے زمین کِھسکی تھی۔۔شاہ زین اُن کی نفرت بھری نظروں کی تاب نہ لاتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

شاہ ذر اور شاہ زیب دونوں ہی اُن سے نظریں چُرائے ہوئے تھے۔۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ اُن کی اپنی اولاد اُن کے ساتھ ایسا کرے گی۔۔

رئیسہ کا بس نہ چلتا وہ کیا کر دیتیں۔۔اُنہوں نے اپنے سوچے سمجھے پلان پر عمل کرتے ہوئے ماہ رُخ کی ماں کا نمبر ملایا تھا۔۔

"میں نے تم سے ماہ رُخ کے رشتے کے لیے بات کی تھی ناں۔۔شاہنواز مان گئے ہیں مُبارک ہو۔۔اب بس میں اور شاہنواز اِس جُمعے کو نکاح کرنے آرہے ہیں۔۔ تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ماہ رُخ کا سارا سامان میں بجھوادوں گی"۔۔اپنی کہہ کر اُنہوں نے کال کاٹی تھی۔۔ آج بُدھ تھا۔۔پرسوں جُمعہ۔۔

"شاہنواز آفندی ساری زندگی تم نے مجھے اذیت میں رکھا یہ کیا کم تھا کہ اب تم مجھے اتنی بڑی شکست سے دوچار کرنے چلے ہو۔۔یہ مت بھولو میں بھی رئیسہ شاہنواز ہوں۔۔اب سنبھالتے پھرنا اپنی عزت"۔۔مارے نفرت کے وہ اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکی تھی۔۔

....

"ماہی۔۔اوماہی"۔۔اماں کی آواز پر وہ ہوش کی دُنیا میں آئی تھی۔۔اُس نے سرعت سے اپنی آنکھیں صاف کی تھیں۔۔

"کہاں کھو جاتی ہو۔۔؟؟کب سے آوازیں دے رہی ہوں"۔۔وہ اُس کے پاس آکر بیٹھی تھیں۔۔

"اماں۔۔کوئی کام تھا۔۔؟؟"۔۔وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔۔

"کام نہیں۔۔رئیسہ بھابھی کا فون آیا تھا۔۔میری بیٹی کے بھاگ جاگ گئے۔۔اللہ نے کرم کیا ہے"۔۔وہ جو سمجھ رہی تھی اگر ایسا تھا تو۔۔

اُس کے دل کی دھڑکن خوشگوار حیرت سے بڑھی تھی۔۔

"بات تو بھابھی نے ہمارے واپسی کے دن ہی کی تھی۔۔ لیکن تمہیں بتانے سے منع کیا تھا۔۔ کہا تھا کچھ دن بعد فون کر کے باقاعدہ رشتہ لینے آنے کا پوچھیں گی۔۔ اور آج فون کر کے اُنہوں نے کہا ہے کہ جُمعے کو وہ نکاح کے لیے آرہے ہیں"۔۔ جیسے جیسے وہ بتارہی تھیں اُس کا دل آسمانوں کی سیر کرنے لگا تھا۔۔

"نِک۔۔ نکاح۔۔"۔۔ اُس کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی۔۔

"بہت اچھا، نیک سعادت مند لڑکا ہے، شاہ زین۔۔ میری بیٹی کے بھاگ جاگ گئے"۔۔ اُس نے ٹھٹک کر ماں کا چہرہ دیکھا تھا۔۔ ضرور اُن سے غلطی ہوئی تھی۔۔

"شاہ۔۔ شاہ زیب"۔۔ اُس نے جھجک کر نام لیا تھا۔۔ تصور میں دو شرارت بھری نگاہیں آسمائی تو اُسے اپنا چہرہ تپتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

"ارے کیا سُن رُہی ہو۔۔ شاہ زین کہہ رہی ہوں میں۔۔"۔۔ وہ اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے بولیں تھے۔۔

"شاہ۔۔ زین"۔۔ کسی نے اُسے آسمانوں سے زمین پر پٹخا تھا۔۔ اُس کے معصوم سے دل کو جیسے کسی نے اپنی سخت گرفت میں جکڑا تھا۔۔

"ہاں شاہ زین۔۔میری بیٹی بہت بختوں والی ہے"۔۔وہ اُس کی پیشانی چوم کر کمرے سے باہر چلی گئی تھیں۔۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ساکت سی بیٹھی رہ گئی تھی۔۔

"ماہ رُو"۔۔جذبات سے پُر لہجہ اُس کے کانوں میں گونجا تھا۔۔اُس نے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔آنسو تواتر سے بہنے لگے تھے۔۔

"اللہ میرا دل اُن سے ناراض ہے۔۔پر تم نہیں ہونا۔۔پلیز اللہ تم اُن سے کبھی ناراض نہیں ہونا"۔۔وہ تکیے میں مُنہ چھپائے اپنے دل کے ٹوٹنے پر ماتم کر رہی تھی۔۔

....

"تم ایسا کیسے کر سکتی ہو رئیسہ۔۔کچھ خُدا کا خوف نہیں ہوا تمہیں۔۔کسی کی بیٹی کے دل سے کھیلتے ہوئے تمہیں اپنی بیٹی یاد نہیں آئی"۔۔وہ چِلا اُٹھے تھے۔۔اُن کی بُلند آواز پر سب ہی کمروں سے نکل کر لاؤنج میں آئے تھے۔۔

"میری بیٹی کا نام نہیں لیں۔۔میں پہلے ہی ماہ رُخ کی ماں سے اِس رشتے کا کہہ چکی تھی۔۔مجھے کیا پتا تھا کہ آپ یوں چھپ چھپاتے اپنے بیٹے

کا نکاح ہی کر کے آجائیں گے"۔۔وہ بھی ڈھٹائی سے دوبدو بولی تھیں۔۔شاہ زین نے ناسمجھی سے شاہ زیب کو دیکھا تھا۔۔جبکہ وہ اُس کا نام لینے پر چونک کر ماں کو دیکھتا بات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"مجھ سے پوچھا تھا تم نے۔۔؟؟۔۔رئیسہ وہ میری اولاد ہے،یہی کہتی آرہی ہو ناں تم ساری زندگی مجھے۔۔پھر کس حق سے اُس کے رشتے کی بات کرنے چلی تھیں تم۔۔؟؟"۔۔زندگی میں پہلی بار اُنہوں نے اُسے یوں سب کے سامنے اپنی اولاد کہا تھا۔۔جہاں سب رشتے کی بات پر چونکے تھے وہیں شاہ زین آفندی اُن کا اُسے میری اولاد کہنے پر پتھر کا ہوا تھا۔۔وہ اب گہری گہری سانسیں لے رہے تھے۔۔شاہ زیب اور شاہ ذر دونوں اُن کے پاس آئے تھے۔۔

"بابا۔۔پلیز بابا آپ کی طبعیت خراب ہو جائے گی۔۔آپ بیٹھیں"۔۔اُن دونوں نے اُنہیں صوفے پر بٹھانا چاہا تھا جبکہ وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں تھا۔۔عائشہ اُن کے لیے پانی لینے بھاگی تھی۔۔

"یہ تمہاری ماں۔۔سر اُٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا اِس نے مجھے احمد علی کے سامنے"۔۔اُنہوں نے ماہ رُخ کے باپ کا نام لیا تھا۔۔جن کی کال اُنہیں آج موصول ہوئی تھی۔۔اور جو کچھ اُنہوں نے کہا شاہنواز آفندی کے پیروں سے زمین کھسکنے لگی تھی۔۔شاہ زیب کے وجود کو

بے چینی نے گھیرا تھا۔۔

"مجھ سے پوچھے بغیر اِس نے احمد علی سے نہ صرف ماہ رُخ کے لیے شاہ زین کے رشتے کی بات کی تھی بلکہ کل اُنہیں فون کر کے جُمعے کو اُن دونوں کے نکاح کی بات طے کر کے خود فون بند کر کے بیٹھی ہوئی ہے"۔۔اُن کی بات پر سب کی ہی نظریں اُن پر اُٹھی تھیں۔۔شاہ زیب ساکت ہوا تھا۔۔

"لیکن کیوں مما۔۔جبکہ آپ جانتی تھیں کہ شاہ زین کا نکاح رُبا سے ہو چکا ہے پھر بھی آپ نے۔۔"۔۔شاہ ذر نے اُنہیں تاسُف سے دیکھا تھا۔۔شاہ زیب نے ماں کی طرف دیکھنے سے گُریز کیا تھا۔۔

"اپنے باپ سے پوچھو۔۔رُبا کو میں نے اپنے بیٹے کے لیے پسند کیا تھا، یہ جانتے ہوئے بھی تمہارے باپ نے صرف مجھے نیچا دکھانے کے لیے یہ قدم اُٹھایا ہے"۔۔وہ چلائی تھیں۔۔

"اور تم اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لیے اِس حد تک گر گئیں کہ تم نے اُس بچّی کے گھر دُلہن کا سارا سامان تک بجھوا دیا"۔۔اُنہوں نے افسوس سے بیوی کو دیکھا تھا۔۔مارے جذبات کے شاہ زیب نے شدت سے اپنا نچلا لب کاٹا تھا۔۔شاہ زین کی نظریں اب شاہ زیب پر

تھیں۔۔

"آپ کا چچازاد بھائی کل اپنی بیٹی کے سسرال سے آئے سامان سے سجی بیٹی کی بارات کا انتظار کرے گا۔۔اب میں بھی دیکھتی ہوں کیسے آپ اپنی عزت بچاتے ہیں"۔۔وہ خود غرضی سے کہتیں رُکی نہیں تھیں۔۔سب نے تاسُف سے اُنہیں دیکھا تھا۔۔شاہنواز آفندی کا بلڈ پریشر خطرناک حد تک ہائی ہوا تھا۔۔دونوں بیٹے اُنہیں ہاسپٹل لے کر بھاگے تھے۔۔جبکہ وہ بوجھل قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

....

جو دوسروں کے لیے گڑھا کھودتا ہے اُس میں خود گرتا ہے کی عملی تفسیر تھی رئیسہ شاہنواز۔۔

اگلے دن ماہ رُخ احمد علی کی چوکھٹ پر شاہنواز آفندی کے گھر سے بارات گئی تھی۔۔شاہنواز آفندی نے ثابت کر دیا تھا کہ بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔۔

شکست اس بار بھی رئیسہ کا مقدر ہوئی تھی۔۔

جبکہ دوسری طرف ماہ رُخ قدرت کے انعام کو اپنا کوئی گُناہ سمجھتی اشک بار آنکھوں سے نکاح نامے پر سائن کر گئی تھی۔۔

نکاح کے وقت اُس کے کانوں نے وہی نام سُنا تھا جو اُس کے دل میں بسا تھا۔۔وہ تڑپ اُٹھی تھی۔۔

"استغفر اللہ۔۔اللہ مجھے معاف کر دے۔۔یوں نہ کر میرے ساتھ۔۔وہ اب میری زندگی میں کہیں نہیں،تو میرے دل پر رحم کر"۔۔

لیکن مولوی صاحب کے نام دہرانے پر اُسے پھر وہی نام سُنائی دینے لگا ایجاب قبول کرنے کے بعد وہ اپنے رب کے حضور شرمساری سے تڑپ تڑپ کر رو دی تھی۔۔

....

شاہنواز آفندی نے مزید دیر نہ کرتے ہوئے دونوں گھرانوں کو پندرہ دن بعد کی رُخصتی کی تاریخ دی تھی۔۔رئیسہ شاہنواز ہارے ہوئے جواری کی طرح چُپ چاپ دیکھتی رہ گئی تھیں۔۔

رُبا کا بھائی اپنا سب کچھ لُٹا کر وطن واپس لوٹا ماں کے قدموں میں آ گرا تھا۔۔ ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُنہوں نے اُسے معاف کر دیا تھا۔۔

اِن پندرہ دنوں میں شاہ زین نہ اُس سے ملا تھا نہ ہی اُس کی کسی کال کا جواب دیا۔۔

پندرہ دن کے بعد وہ دونوں ہی دُلہن بن کر آفندی ہاؤس میں جلوہ افروز ہوئی تھیں۔۔رئیسہ شاہنواز نے آج بھی اپنی عزت کا مان خود ہی رکھنے کے لیے اِس شادی میں شرکت کی تھی۔۔دونوں دُلہنیں عائشہ کی فرمائش پر لاؤنج میں بیٹھیں تھیں۔۔رئیسہ اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں۔۔شاہنواز آفندی بھی دونوں کے ہاتھ میں نیگ دیتے وہاں سے اُٹھ گئے تھے۔۔

"شہیر دیکھو آپ کی انی اب آپ کی چاچی ہیں"۔۔عائشہ نے گود میں بیٹھے شہیر سے کہا تھا۔۔جو ٹکر ٹکر اُسے پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ جبکہ ماہ رُخ کا چہرہ گھونگھٹ میں چُھپا ہوا تھا۔۔شاہ زیب اپنا دل مسوس کر کے رہ گیا تھا۔۔عائشہ کی بات پر شہیر نے زور زور سے نفی میں سر ہلا کر اُسے پہچاننے سے انکار کیا تھا۔۔

"انی نہیں۔۔بائیڈ (دُلہن)"۔۔وہ اُسے آنٹی ماننے سے انکار کرتا اُسے برائیڈ کہہ گیا تھا۔۔سب کے بُلند قہقہے پر رُبا کا سر جُھکا تھا، ساتھ بیٹھا وہ ہلکے سے مُسکرایا تھا۔۔

"اچھا یہ دیکھو یہ تمہاری ماہ رُخ چاچی"۔۔عائشہ نے ماہ رُخ کا گھونگھٹ اُٹھا کر اُسے اپنی دوسری چاچی دکھانی چاہی تھی۔۔

"پُتھو"۔۔اُسے دیکھ کر وہ پہچانتے ہوئے چلایا تھا۔۔سب کے قہقہے مُشترکہ تھے۔۔

"استغفر اللہ۔۔رشتہ خراب کرنے پر تُلا ہوا ہے۔۔"۔۔لیکن ساتھ بیٹھا چاچو تلملایا تھا۔۔اُس کی بڑبڑاہٹ پر ماہ رُخ کے دل کو اذیت ہوئی تھی۔۔

دونوں کی تھکن کا خیال کرتے ہوئے عائشہ اور انعم اُن دونوں کو اُن کے کمرے تک چھوڑ آئی تھیں۔۔

....

"ماہ رُو"۔۔وہ دھیرے سے پُکارتا اُس کے پاس آ بیٹھا تھا جو کہ سر تا پا گھونگھٹ میں دھیرے دھیرے لرز رہی تھی۔۔لیکن آواز پر بلکل ساکت ہوتی خود میں سمٹی تھی۔۔وہ مُسکرایا تھا۔۔کچھ پل خاموشی چھائی رہی۔۔ماہ رُخ کے دل کی دھڑکن رُکنے کو تھی جب اُس نے نرمی سے اُس کا گھونگھٹ اوپر کیا تھا۔۔ماہ رُخ نے لب دانتوں میں دبائے سختی سے آنکھیں میچی تھیں وہ اُسے دیکھ کر زور سے ہنسا تھا۔۔

"یار اپنے دُلہا کو بھی دیکھ لو۔۔اب اتنا بُرا ابھی نہیں لگ رہا"۔۔ مخصوص شرارتی جاں بخشتی آواز اُس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

ایک دو پل اُس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے نجانے کتنے ہی آنسوؤں نے اُس کے گالوں پر بوسہ دیا تھا۔۔

"آ۔۔آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔۔؟؟"۔۔وہ پیچھے ہٹتی بولی تھی۔۔

"پھر کیسے آنا تھا؟؟"۔۔وہ از حد حیرت سے اپنی کچھ پل کی دُلہن کو دیکھ رہا تھا۔۔

"زے۔۔زین بھابھا کو۔۔"۔۔الفاظ توڑ توڑ کر بولتی وہ پھر سے رونا شروع ہو گئی تھی لیکن اُسے پتا نہیں کتنے والٹ کا جھٹکا دے گئی تھی۔۔

"استغفر اللہ۔۔ تم ہوش میں تو ہو۔۔شاہو یہاں۔۔!!"۔۔شاہ زیب کا بس نہ چلتا کیا کر دے۔۔ لیکن وہ محترمہ ابھی اُس کا کچھ اور امتحان لینے پر تُلی ہوئی تھیں۔۔

"ہاں وہی یہاں آئیں گے اب۔۔ آپ جائیں یہاں سے زین بھائی آ گئے تو۔۔"۔۔وہ دوسری طرف سے اُترنے لگی تھی جب وہ سختی سے اُس کے لبوں پر ہاتھ جماتا دھاڑا تھا۔۔

"بس۔۔!!"۔۔ماہ رُخ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا لیکن اگلے ہی لمحے آنکھیں پھر سے نیر بہانے کو بے تاب ہوئی تھیں۔۔وہ دھیما پڑا تھا۔۔

"دیکھ۔۔ دیکھو ماہ رُو آرام سے میری بات سُنو تمہارے زین بھائی یہاں کیوں آئیں گے"۔۔شاہ زیب نے بے بسی سے اُسے دیکھ کر اپنا ہاتھ ہٹاتے ہوئے خود پر قابو پایا تھا۔۔

"کیوں۔۔کیونکہ۔۔میری۔۔شادی۔۔شاہ زین بھا۔۔بھا۔۔سے۔۔"۔۔وہ اٹک اٹک کر جیسے ناچاہتے ہوئے بھی بولنا چاہ رہی تھی۔۔

لیکن اُس کی زبان سے نکلتے الفاظ شاہ زیب کے آنکھیں، کان، دل، دماغ سب وا کرتے چلے گئے تھے۔۔یعنی کے مُحترمہ اتنے دنوں سے لاعلم ہیں۔۔وہ مُسکرایا تھا۔۔

"واہ۔۔اور ابھی بھی وہ بھائی ہے۔۔واہ۔۔کیا مُخلوق ہے شاہ ہو یار یہ"۔۔وہ جیسے ساری بات سمجھ کر اپنے لیے رحم مانگتا تصور میں شاہ زین سے مُخاطب ہوا تھا۔۔

"وہ وہ وہ تو۔۔"۔۔اُس سے کوئی بات نہیں بن پڑی۔۔اب اُسے کیا بتاتی کہ شاہ زین بولنا عجیب لگ رہا تھا۔۔اب کہ شاہ زیب نے دلچسپی سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"تمہارا نکاح تمہارے شاہ زین بھائی سے نہیں مجھ سے یعنی شاہ زیب سے ہوا ہے"۔۔اُس نے قدرے ریلیکس ہو کر ایک کُہنی بیڈ پر رکھتے ہوئے اپنا سر اُس پر ٹکایا تھا۔۔وہ اُس کی بے تکلفی پر ذرا سا پیچھے ہوئے تھے۔۔لیکن پھر اُس کی بات پر ماہ رُخ کے نتھنے پھولے تھے۔۔

"جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔۔رئیسہ آنٹی نے شاہ زین بھائی کے لیے میرا رشتہ مانگا تھا۔۔اور اُس دن کون زور زور سے کہہ رہا تھا رُبا ہی اِس

گھر کی بہو بنے گی۔۔ میں نے۔۔ میں۔۔ نے کب۔۔ منع۔۔ کیا۔۔ "۔۔ غصّے سے بولتے بولتے دل کا غم پھر تازہ ہوا تھا۔۔ وہ پھر رودی تھی۔۔ وہ زور سے ہنستا ہوا اسید ھا ہوا تھا۔۔

"غلط تو نہیں کہا تھا ناں رُبا ہی تو اِس گھر کی بہو بنی ہے ناں۔۔ اور جس کے لیے کہا تھا اُسی کے لیے بنی ہے "۔۔ وہ رونا بھول کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"کیونکہ مجھے اپنے لیے یہ مخلوق جو پسند آگئی تھی "۔۔ اُس کی حیرت سے وا آنکھوں کو دیکھ کر اُس نے اُس کے حنائی ہاتھ تھامے تھے۔۔ اُس نے گھبراتے ہوئے اپنے ہاتھ چُھڑانے چاہے تھے۔۔

" آں آں یہ دیکھو "۔۔ اُس نے اُس کے ہاتھوں پر گرفت سخت کر کے جیب سے موبائل نکالا تھا۔۔ جہاں وہ نکاح نامے پر سائن کر رہا تھا اور اُس کے بلکل پاس اُس کے اپنے بابا کھڑے تھے۔۔ جبکہ شاہ زین اُس کے پیچھے کھڑا تھا۔۔

"تو میری جان۔۔ آپ کی جاں، جانِ جاں، جانِ جاناں ہم ہی ہیں "۔۔ اُس نے اُسے خود سے قریب کیا تھا لیکن اگلا لمحہ شاہ زیب کے ہاتھ پاؤں پُھلا گیا تھا۔۔ وہ اُس کے سینے سے لگی زور زور سے رودی تھی۔۔

"میں۔۔میں سمجھی۔۔آپ بہت بُرے ہیں۔۔میں مر جاتی"۔۔شاہ زیب نے ہنستے ہوئے اُسے خود میں سمیٹا تھا۔۔

"ایسے ہی مرنے دیتا۔۔پہلے مجھے یہ تو دیکھ لینے دو کہ تمہارے پاس اتنی شرم کا اسٹاک آیا کہاں سے ہے۔۔وہ بھی صرف میرے لیے"۔۔

اُس کی معنی خیز بات پر وہ ایک دم ساکت ہوئی تھی۔۔لیکن اگلے ہی لمحے اُس نے خود کر اُس کی گرفت سے چھڑانا چاہا تھا۔۔

"میں خود پر تمہارے سارے الزام قبول کرتا ہوں اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ میں بہت بُرا ہوں۔۔لیکن یہ بُرا بندہ تمہاری معصومیت پر دل ہارا ہے۔۔اب خود ہی سنبھالو اپنے اِس بُرے بندے کو"۔۔وہ اُسے مزید خود کے قریب کرتا اُس کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا، تبھی شاہ زیب آفندی کی دھڑکنیں ماہ رُخ شاہ زیب کی زور زور سے دھڑکتی بے ترتیب دھڑکنوں میں مدغم ہونے لگی تھیں۔۔

....

وہ اُس کے بیڈ پر بیٹھی اُس کے موڈ کو سوچ سوچ کر خوفزدہ ہو رہی تھی۔۔ہاسپٹل کے دن سے وہ اُس سے سارے تعلق توڑ کر لاتعلقی کا اعلان کرنے کے باوجود اُس کے ساتھ سب سے مضبوط تعلق جوڑ گیا تھا، لیکن اُس کے باوجود وہ اُس کے وجود سے اُسی طرح لاتعلق بھی رہا تھا۔۔رُبا کے دل کو عجیب سے خدشات نے گھیرا ہوا تھا۔۔دروازہ کھلنے کی آواز پر اُس کی سوچوں کا لامتناہی سلسلہ ٹوٹا تھا۔۔

اُسے اپنا دل حلق میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔۔دروازہ لاک کر کے وہ پلٹا تھا۔۔اُس نے اپنا کوٹ اُتار کر بیڈ پر پھینکا تھا جو کہ اُس کے پیروں پر گرا تھا۔۔ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر کے اُس نے گلے سے ٹائی کھینچ کر صوفے پر پھینکی تھی۔۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُس کے بگڑے تیور مُلاحظہ کر رہی تھی۔۔چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے وہ پیروں کو جوتوں کی قید سے آزاد کرتا اُسے مُکمل اگنور کیے اپنے گریبان کے دو تین بٹن کھولتا ہوا وارڈروب کی طرف بڑھا تھا۔۔

مزید برداشت نہ کرتے ہوئے وہ ایک دم بیڈ سے اُٹھی تھی۔۔سب کچھ اُسے ہی ٹھیک کرنا تھا۔۔اُس کا محبوب شوہر اُس سے ناراض تھا۔۔ اُسے ہی پہل کر کے اُسے منانا تھا۔۔

ایک ہاتھ سے شرٹ کے باقی کے بٹن کھولتے ہوئے ہاتھ میں ٹروذر شرٹ لیے وہ پلٹا تھا۔۔لیکن اُسے اپنے پیچھے کھڑا دیکھ کر شاہ زین نے اپنے لب بھینچے تھے پھر اُس کی سائیڈ سے نکلنے لگا تھا جب وہ اُس کا بازو تھام گئی تھی۔۔

"شاہ زین۔۔پلیز"۔۔اُس کی آواز میں التجا تھا، لیکن وہ کٹھور بنا ہوا تھا۔۔

"پلیز"۔۔اُس نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑا کر آگے بڑھنا چاہا تھا، وہ اپنی عزتِ نفس بالائے طاق رکھتی دوبارہ اُس کے سامنے آئی

تھی۔۔

"شاہ زین پلیز۔۔میری بات سُنیں۔۔صرف ایک بار"۔۔وہ رودی تھی۔۔

"ہٹو سامنے سے"۔۔اُس نے اُسے بازو سے پرے ہٹانا چاہا تھا۔۔لیکن وہ اُس کا بازو تھام گئی تھی۔۔

"پلیز شاہ زین۔۔میرے ساتھ ایسا نہیں کریں۔۔میری طرف دیکھیں تو۔۔بات تو سُن۔۔"۔۔وہ روتے ہوئے لجاجت سے بولنا چاہ رہی تھی جب وہ دانت پیستے ہوئے اُس کی بات کاٹ گیا تھا۔۔

"تمہیں میری بات سمجھ نہیں آرہی۔۔؟؟ہٹو سامنے سے"۔۔شاہ زین نے بے دردی سے بازو سے تھامے اُسے اپنے سامنے سے ہٹایا تھا۔۔

"نہیں ہٹوں گی میں میرا قصور بتائیں مجھے۔۔جو ہوا اُس میں میرا کیا قصور تھا میں مجبور۔۔"۔۔وہ بے خوفی سے اُسے بازو سے پکڑتی اُس کا رُخ اپنے سامنے کر کے چلائی تھی۔۔شاہ زین کی آنکھوں میں شعلے لپکے تھے۔۔

"قصور ڈیم اِٹ۔۔"۔۔اگلے ہی پل دھاڑتے ہوئے اُسے درشتگی سے دونوں ہاتھوں سے تھام کر دیوار سے لگایا تھا۔۔

"تم نے شاہ زین آفندی کی ذات کا مذاق اُڑایا ہے۔۔رُبابلال۔۔تم اپنا قصور پوچھتی ہو"۔۔وہ اُس کے بہت قریب کھڑا اپنی سُرخ وحشت

بھری آنکھیں اُس کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں گاڑھے ہوئے تھا۔رُبا کی دونوں کلائیاں اُس نے اپنی جنون بھری گرفت میں تھامے دیوار سے لگائی ہوئی تھیں۔۔

"تم نے شاہ زین آفندی کے دل کو اِس طرح بے مول کیا ہے کہ وہ اب کبھی کسی کے لیے نہیں کُھل پائے گا۔۔اور تمہارے لیے تو ہر گز نہیں سُنا تم نے"۔۔وہ اپنا چہرہ اُس کے چہرے کے بہت قریب لایا تھا۔اُس کی سُرخ آنکھیں اُس پر اُس کے تیور رُبا خوف سے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑے سسکی تھی۔۔وہ اُس کی گرم گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتی آنکھیں میچ گئی تھی۔۔

"میرے سامنے آنے کی کوشش مت کرنا رُبا بلال۔۔کم از کم آج کی رات اپنے اِس سجے سنورے روپ کے ساتھ تو ہر گز نہیں ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ میں نے کبھی تم سے مُحبت کی تھی"۔۔اُس سے پہلے کہ اُس کے لب اُس کی گردن کو چھوتے وہ خود پر قابو پاتا ہوا ایک جھٹکے سے اُسے چھوڑتا واشروم میں غائب ہوا تھا۔۔

اُس نے اپنی دونوں کلائیاں اپنے سامنے کی تھیں۔۔دائیں ہاتھ میں پہنے سونے کے کنگن کا ڈیزائن اُس کی کلائی میں چھپ سا گیا تھا۔۔جبکہ بائیں ہاتھ میں پہنی کانچ کی کچھ چوڑیاں کلائی پر شاہ زین آفندی کے جنون کی کہانی سُنا رہی تھیں۔۔وہ نیچے گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی

تھی۔۔

....

پندرہ منٹ بعد وہ اپنا سارا رُوپ واشروم کے بیسن پر بہا کر سادہ سے سفید شلوار قمیض میں باہر نکلی تھی۔۔وہ کمرے میں کہیں نہیں تھا۔۔ گلابوں سے سجے بیڈ کو دیکھ کر رُبا کے دل نے سسکی لی تھی۔۔خود پر قابو پاتی وہ آگے بڑھی تھی۔۔اپنا سارا سامان اُس کی وارڈروب میں رکھنے کے بعد اُس نے پلٹ کر ایک نظر کمرے کو دیکھا تھا۔۔پھر آگے بڑھ کر اُس کے اِدھر اُدھر پھینکے جوتے اُٹھا کر سائیڈ پر رکھے۔۔بیڈ پر رکھا اُس کا کوٹ اُٹھاتے ہی وہ ٹھٹکی تھی۔۔ابھی کچھ پل پہلے وہ اِس جان لیوا خوشبو کے حصار میں تھی۔۔گہرا سانس لے کر اُس نے اُس کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اُتارا تھا۔۔کوٹ کو بازو پر رکھتی آگے بڑھ کر اُس نے صوفے پر پڑی ٹائی اُٹھائی تھی۔۔جب کسی نے دُرشتگی سے اُس سے کوٹ چھینا تھا۔۔

"میں اپنے کام خود ہی کرتا ہوں میری بیوی بننے کی کوشش نہیں کرو"۔۔وہ ایک دم پلٹی تھی۔۔وہ اُس کے ہاتھ سے اپنی ٹائی بھی لیتا وارڈروب کی طرف بڑھا تھا۔۔

"بیوی تو ہوں آپ کی۔۔بننے کی کوشش کیا کروں گی اب"۔۔وہ آنسوؤں پر قابو پاتی مُسکراتے ہوئے لہجے میں بولتی اُسے آگ لگا گئی تھی۔۔وہ پلٹا تھا۔۔

"ایک ایسی بیوی جس میں تمہارے شوہر کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔مائینڈاِٹ"۔۔وہ بے دردی، بے رُخی کی انتہا پر استہزائیہ لہجے میں بولتا اُس کی ذات کی نفی کرنے پر آمادہ تھا۔مارے ضبط کے اُسے اپنا چہرہ سُرخ ہوتا محسوس ہوا تھا۔اُس نے بیدردی سے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا تھا۔اُس کی یہ حرکت شاہ زین کے دل کو کچھ پسند نہیں آئی تھی۔۔وہ قدم در قدم چلتا اُس تک آیا تھا۔۔غیر محسوس طریقے سے وہ کچھ قدم پیچھے ہٹتی چلی گئی تھی۔۔وہ اُس کے بہت قریب آرُکا تھا۔کمالِ جرات سے شاہ زین نے اُس کے دانتوں کی گرفت سے اُس کا ہونٹ نکالا تھا۔اُسے اپنا چہرہ دہکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

"جانتی ہو تم۔۔میں نے اپنے دل سے تمہیں نکال کر تالا لگا دیا ہے۔۔اب تم اِس دل کے دروازے پر سر مار مار کر اپنا آپ زخمی بھی کر لو تب بھی۔۔"۔۔شاہ زین آفندی کی بے خود نگاہیں اُس کے چہرے کے ہر ہر نقش کو چوم رہی تھی۔۔لیکن اگلے لمحے وہ اُس کی بے باک آنکھوں میں اپنی بھیگی آنکھیں گاڑھتی اُس کی بات کاٹنے کی جرات کر گئی تھی۔۔

"لیکن میں نے اپنے دل میں صرف آپ کو بسا کر تالا لگایا ہے۔۔اور چابی سمندر کی گہرائیوں میں پھینک دی تھی۔۔اب کوئی چاہ کر بھی میرے دل سے آپ کو نہیں نکال سکتا"۔۔دونوں کے چہرے میں ایک انچ کا فرق تھا۔۔دونوں نے ہی ایک دوسرے کی آنکھوں سے آنکھیں نہیں ہٹائی تھیں۔۔

"آپ بھی نہیں شاہ زین آفندی۔۔"۔۔وہ ایک قدم آگے بڑھ کر اُس کا گریبان تھامے دھیمے مگر مضبوط لہجے میں بولتی اُسے ششدرہ کر گئی تھی۔۔آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔۔

"اپنی دل کی واحد خوشی کے اوپر اپنی بیمار ماں کا مان رکھا تھا کیا غلط کیا تھا میں نے۔۔بولیں"۔۔زُبا نے روتے ہوئے اُس کے گریبان کو جھٹکا دیا تھا۔۔وہ کچھ بولنے کے قابل ہی کہاں رہا تھا۔۔

"وہ کوئی بھی ہوتا لیکن میرے دل کے تالے کو کبھی کھول نہ پاتا۔۔بلکل ویسے ہی جیسے میں آپ کے دل کے باہر ٹکریں مار مار کر خود کو ختم۔۔"۔۔اُس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتی شاہ زین آفندی نے تڑپ کر اُسے خود میں بھینچا تھا۔۔وہ ہاری تھی۔۔اُس کے سینے لگی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

"شہزی نہ ہوتا شاہو کبھی شاہ زین آفندی نہ بن پاتا۔۔وہ میرا بھائی، میرا مُحسن ہے۔۔ لیکن میرے پاس واحد رشتہ تم تھی۔۔رُبا۔۔ جیسے میں مُکمل طور پر اپنا کہہ سکتا تھا۔۔ لیکن جب تم مجھے خود اپنا بنا کر چھوڑنے پر آمادہ ہوئی تو شاہ زین آفندی اپنی ذات پر یقین کھونے لگا تھا"۔۔ بھیگے لہجے میں کہتے شاہ زین نے اُس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے۔۔ پھر اُس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔رُبا نے اُس کی نم ہوتی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

"تم نے شاہ زین آفندی کو بتایا کہ وہ چاہے جانے کے قابل ہے"۔۔شاہ زین نے جُھک کر مُحبت سے اُس کے آنسو چُنے تھے۔۔

"تم نے شاہ زین آفندی کے ویران دل کو اپنی مُحبت سے روشن کیا ہے"۔۔وہ اب اُس کے گالوں پر بہہ جانے والے انمول موتی چُن رہا تھا۔۔وہ بہتی آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑی مُحبت کو دیکھ رہی تھی۔۔

" کبھی مجھ سے دور مت جانا۔۔ خود کو کھو دوں گا رُبا"۔۔نرمی سے اُس کے لبوں پر اپنی مُحبت وفاؤں کی مُہر ثبت کرتا شاہ زین آفندی نے اپنی زندگی کی قیمتی متاع کو خود میں بھینچا تھا۔۔رُبا کا دل سجدہ شُکر میں جُھکتا شاہ زین کے سینے میں دھڑکتے دل سے تال ملانے لگا تھا۔۔

•••••••

"سُنو۔۔کب آؤ گی۔۔؟؟"۔۔یہ اُس کی تیسری کال تھی۔۔ماہ رُخ اُسے دیکھ دیکھ کر ہنسے جارہی تھی۔۔

"مجھے جانے تو دیں شاہ زین۔۔"۔۔وہ شاہ ذر کی موجودگی کے باعث گھور کر پست لہجے میں بولی تھی۔۔ حلانکہ وہ سامنے نہیں تھا۔۔

"میرے دل سے پوچھو اِس نے کب سے تمہیں نہیں دیکھا"۔۔وہ دلفریبی سے کہتا اُس کا دل دھڑکا رہا تھا۔۔

"رُبا ذرا سیل دینا۔۔"۔۔ گاڑی کی اسپیڈ کم کر کے شاہ ذر نے ہاتھ پیچھے بڑھایا تھا۔۔وہ جی جان سی سٹپٹائی تھی۔۔ماہ رُخ نے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے تھے۔۔

"وہ بھائی۔۔وہ"۔۔رُبا نے خفت سے کہتے ہوئے موبائل اُس کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔شاہ ذر نے فون اسپیکر پر ڈالا تھا۔۔

"شاباشے بیٹا۔۔تم نے تو مجھے اور شہزی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا"۔۔شاہ ذر کی بات پر گاڑی میں اُس کا جاندار قہقہہ گونجا تھا۔۔اُس کا چہرہ مزید تمتمایا تھا۔۔

"شہزو کی تو آپ بات ہی نہ کریں،وہ بیچارہ ابھی تک اِس غم میں ہے کہ شہیر کی پُتھو کہ پاس تو سیل ہی نہیں ہے"۔۔اُس کی بات پر اب کہ گاڑی میں شاہ ذر کا قہقہہ گونجا تھا۔۔اب ہنسنے کی باری رُبا کی تھی۔۔جب کہ شہیر کی پُتھو محترمہ بہر بوٹی بنی اپنے ہی گھٹنوں پر سجدہ ریز ہوئی

تھیں۔۔

"تو بچ مجھ سے بیٹا اب"۔۔شاہ زیب کی آواز پر شاہ زین کے قہقہے کے ساتھ ہی کال ڈراپ ہوئی تھی۔۔

"رُبا۔۔ شہیر کی پُتھو کو چیک کرو۔۔ کہیں بے ہوش تو نہیں ہو گئی"۔۔شاہ زر کی بات پر رُبا نے ہنستے ہوئے شرم سے ادھ موئی ہوتی ماہ رُخ کو خود سے لگایا تھا۔۔

وہ دونوں کو پارلر چھوڑنے جا رہا تھا آج ولیمہ تھا۔۔

....

"ابے دیکھ وہی جُڑوے بھائی۔۔ جن کی وجہ سے ہم تھانے میں ذلیل ہوئے تھے"۔۔اُن دونوں کو گاڑی میں ایک دوسرے پر جھپٹتے، قہقہے لگاتے دیکھ کر اُن تینوں کا خون کھولا تھا۔۔

"آج دیکھ ذرا۔۔ کیسے بچ کر جاتے ہیں۔۔"۔۔اُس نے قریب پڑی پسٹل اُٹھائی تھی۔۔

"اوئے یہ پسٹل رکھ۔۔ہاتھ پیر توڑ دیتے ہیں سالوں کے۔۔ یہ پسٹل کا پنگا نہ لے"۔۔اُن میں سے ایک اپنے لیڈر کے تیور اور پسٹل دیکھ کر

گھبرایا تھا۔۔

"ہاتھ پیر تو کیا کمینوں کے جسم کی ساری ہڈیاں بھی توڑیں گے۔۔ جتنے لتر پڑیں ہیں نا اُس ایک رات اِن سالوں کی وجہ سے ایک ایک کا حساب لوں گا۔۔ چل آجا"۔۔ اُس نے پسٹل میں گولیاں چیک کر کے جیب میں رکھا تھا۔۔ اگلے ہی لمحے وہ خون آشام تیور لیے گاڑی سے اُترا تھا۔۔

....

"یار دو سال کے بچّے کی بھی کیا میموری بنائی ہے اللہ نے۔۔ اِس پُتھو کو جتنا چاچی سے ری پلیس کرو 'سوری یو کانٹ ڈیلیٹ دس فائل' کا آپشن دے دیتا ہے اُس کا ننھا سا دماغ"۔۔ وہ صبح سے شہیر کے سامنے اپنا دماغ لگا چُکا تھا۔۔ لیکن پُتھو کے لفظ کو چاچی سے بدلنے میں قاصر رہا تھا۔۔ وہ کب سے شاہ زین کے سامنے اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہا تھا جبکہ شاہ زین ہنس ہنس کر دُہرا ہو رہا تھا۔۔

"اوئے کاربن کا پیز باہر آ دونوں"۔۔ اُسی وقت کسی نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر شاہ زیب کو باہر گھسیٹا تھا۔۔

"چھوڑ اُسے"۔۔وہ آگ بگولہ ہوتا اپنی طرف کا دروازہ کھولنے لگا تھا جب کسی نے اُس کا دروازہ کھول کر اُسے بھی بازو سے پکڑ کر باہر کھینچا تھا۔اُس لڑکے نے شاہ زیب کے پیٹ اور چہرے پر یکے بعد دیگرے دو تین مُکے مارے تھے۔۔وہ تکلیف سے دُہرا ہوتا نیچے جُھکا تھا۔۔

"تیری تو"۔۔شاہ زیب کے ہونٹوں سے بہتا خون دیکھ کر شاہ زین کے وجود میں جیسے انجانی قوت بھر گئی ہو۔۔اپنا بازو چھُڑا کر ایک زور دار مُکا اُس نے اُس لڑکے کی ناک پر جڑا تھا۔وہ اپنی ناک سنبھالتا دوسری گاڑی سے جا لگا تھا۔اُس کی ناک سے خون اُبل پڑا تھا۔۔

"میرے بھائی کو ہاتھ کیسے لگایا تُو نے۔۔اب تُو زندہ بچ جا"۔۔وہ شاہ زیب کو اُسے پیٹتے دیکھ کر جیسے اپنے آپ میں نہیں رہا تھا۔۔اپنی طرف آتے دوسرے بندے کو اُس نے پوری قوت سے پیٹ کے نیچلی جگہ پر لات ماری تھی۔۔تکلیف کی شدت سے وہ زمین پر گر اتڑپنے لگا تھا۔۔شاہ زین آنکھوں میں خون لیے اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

"وہیں رُک"۔۔وہ جیب سے پسٹل نکال کر شاہ زیب کی طرف رُخ کر کے دھاڑا تھا۔۔

•••••••••

موبائل پھر بجا تھا۔۔پاس بیٹھی ماہ رُخ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔وہ دونوں ویٹنگ روم میں بیٹھی تھیں۔۔دو تین منٹ میں اُن دونوں کو بُلایا جانا تھا۔۔رُبا نے دانت پیستے ہوئے موبائل کان سے لگایا تھا۔۔

"شاہ زین میں نے آپ کے پاس ہی آنا ہے۔۔ نہیں کریں ناں پلیز۔۔ورنہ میں ناراض ہو جاؤں۔۔"۔۔

"رُبا۔۔"۔۔کسی نے اُس کی بات کاٹی تھی۔۔وہ وہ نہیں تھا۔۔وہ ٹھٹکی تھی۔۔اُس نے موبائل کان سے ہٹا کر نام دیکھا تھا۔۔خفت سے اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔زبان دانتوں میں دبا کر اُسے موبائل دوبارہ کان سے لگایا تھا

"شاہ ذر بھائی وہ۔۔میں سمجھی کہ۔۔"۔۔اُس سے بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔۔ماہ رُخ نے مُنہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی روکی تھی۔۔رُبا نے اُسے ایک گھوری سے نوازہ تھا۔۔

"رُبا میری بات سُنو"۔۔اُسے اُس کی آواز کچھ بھاری سی لگی تھی۔۔

"آئیں میم۔۔بیوٹیشن آپ دونوں کا ویٹ کر رہی ہیں"۔۔ تبھی پیچھے سے اُسے پُکارا گیا۔۔

"جسٹ ہولڈ آ سیکنڈ پلیز۔۔آئی ایم جسٹ کمنگ"

(ایک سیکنڈ رُکیں پلیز۔۔میں ابھی آتی ہوں)

وہ اُس لڑکی سے معذرت کرتی دوبارہ شاہ ذر کی کال کی جانب مُتوجہ ہوئی تھی۔۔

"جی بھائی۔۔"۔۔وہ مُسلسل ہنستی ماہ رُخ کو ایک ہاتھ مارتی بولی تھی۔۔

"رُبا اپنا سارا سامان اُٹھاؤ تم دونوں اور باہر آؤ جلدی۔۔میں باہر کھڑا ہوں"۔۔وہ رُک رُک کر بھاری آواز میں بولا تھا۔وہ اب صحیح معنوں میں ٹھٹکی تھی۔۔

"باہر آجائیں۔۔وہ بھی سامان لے کر۔۔لیک۔۔لیکن کیوں۔۔؟؟"۔۔نجانے کیوں اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ایک سیکنڈ میں باہر آؤ تم دونوں"۔۔وہ اب سختی سے بولا تھا۔۔اب ماہ رُخ نے بھی پریشان ہو کر اُسے دیکھا تھا۔۔رُبا کا دل بیٹھنے لگا تھا۔۔

"لیکن بھائی۔۔کچھ۔۔کچھ بتائیں تو۔۔اِس طرح اچانک۔۔"۔۔وہ اُس کی بات کاٹ کر دھاڑا تھا۔۔

"فار گاڈ سیک رُبا۔۔تمہیں میری بات سمجھ نہیں آرہی۔۔باہر آؤ تم دونوں فوراً، ہمیں ہاسپٹل جانا ہے۔۔دیر نہیں کرو پلیز پلیز باہر

آجاؤ"۔۔چلا کر بولتے بولتے وہ خود پر ضبط کھونے لگا تھا۔اُس کی بھرائی ہوئی آواز اور لفظ ہاسپٹل اُس کی ٹانگوں سے جان لے گئے تھے جیسے۔۔کسی انہونی کے خیال نے اُس کے دل نے دبوچا تھا۔۔

"ہاس۔۔ہاسپٹل۔۔"۔۔وہ لڑکھڑائی تھی۔۔جب ماہ رُخ نے اُسے تھاما تھا۔۔

کچھ کہے بغیر وہ دروازے کی طرف بھاگی تھی۔۔

"رُب۔۔رُبارُ کو۔۔کچھ بتاؤ تو۔۔"۔۔وہ بھی اپنا دل سنبھالتی اُس کے پیچھے دوڑی تھی۔۔وہ لڑکی جلدی سے اندر اپنی مینیجر کو بُلانے پلٹی تھی۔۔

"ہاسپٹل۔۔میں کک۔۔کون ہے بھا۔۔بھائی۔۔؟؟۔۔کک۔۔کیا۔۔ما۔۔مام۔۔؟؟"۔۔شاہ ذر کی پُشت کو دیکھتی وہ خوف سے پوچھ رہی تھی۔۔ماہ رُخ نے اپنے دل کو سنبھالا تھا۔۔

"مم۔۔میں بس ابھی آرہا ہوں۔۔تم بابا کو سنبھالو"۔۔وہ پلٹا تھا۔۔اُس کا سُرخ چہرہ، بھیگی آنکھوں کا دیکھ کر دونوں ہی ٹھٹکی تھیں۔۔اُس کی ماں اگر ہاسپٹل میں ہوتیں تو شاہ ذر کسی سے شاہنواز کو سنبھالنے کو نہ کہتا۔۔

پھر کون تھا ہاسپٹل میں۔۔رُبا نے شاہ ذر کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹائی تھیں۔۔وہ بھی اُسی کو دیکھ رہا تھا۔۔

"بابا کے لیے اسٹریس ٹھیک نہیں ہے۔۔میں آرہا ہوں"۔۔اُس نے کال کاٹی تھی۔۔دونوں کی ہی نظریں اُس کے چہرے پر تھیں۔۔

"بیٹھو پلیز دونوں جلدی"۔۔وہ رُبا سے نظریں چُراتا تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا تھا۔۔

"میم۔۔آپ دونوں کی بُکنگ ہے۔۔آپ لوگ۔۔"۔۔ تبھی پارلر کی مینجر تیزی سے اُن کی طرف آئی تھی۔۔گاڑی میں بیٹھتا شاہ ذر رُکا تھا۔۔

"کینسل کر دیں۔۔ایمرجینسی ہے۔۔ماہ رُخ اِس کو بٹھاؤ پلیز"۔۔وہ مینجر سے کہتا پھر سے گاڑی میں بیٹھنے کو تھا تب اُس کی نظر ساکت سی کھڑی رُبا پر پڑی تھی۔۔

"سر یہ آپ لوگوں کا سامان"۔۔ تبھی کوئی اُن کا سارا سامان لے آئی تھی۔۔شاہ ذر نے فرنٹ سیٹ کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ماہ رُخ نے بہتی آنکھوں سے ساکت کھڑی رُبا کا ہاتھ تھامے گاڑی میں بٹھایا تھا۔۔شاہ ذر نے گاڑی آگے بڑھائی تھی۔۔گاڑی میں موت سی خاموشی تھی۔۔

"رُبا"۔۔ماہ رُخ کا اپنا دل خوف سے بیٹھا جارہا تھا لیکن اُس نے خود کو سنبھالے اُس کا ہاتھ سہلایا تھا۔۔

"کال۔۔ہاں میں اُنہیں کال کرتی ہوں"۔۔وہ دل ہی دل میں بولتی جلدی سے بیگ میں سے موبائل نکالنے لگی تھی۔۔اُس کے نام کے ساتھ لگے ہرے بٹن کو دباتے دباتے اُس کا ہاتھ ساکت ہوا تھا۔۔

"اگ۔۔اگر۔۔اُنہوں نے۔۔کال۔۔پک نہیں۔۔کی۔۔تت۔۔تو"۔۔اُس کے ہاتھ جیسے بے جان ہوئے تھے۔۔ہاتھوں سے پھسلتا موبائل اُس کی گود میں گرا تھا۔۔

•••••••

شاہنواز ہارے ہوئے جواری کی طرح بینچ پر سر ٹکائے بیٹھے تھے۔۔ڈاکٹر اُنہیں دیکھ کر گیا تھا اُنہیں آرام کی ضرورت تھی لیکن وہ وہاں سے اُٹھنے کو تیار نہیں تھے۔۔پاس ہی رئیسہ کے کندھے پر سر رکھے نڈھال سی عائشہ بیٹھی تھی۔۔انعم بچّوں کے ساتھ گھر پر تھی۔۔

اُسے آپریشن تھیٹر لے جایا گیا تھا۔۔ابھی ابھی ڈاکٹر اُس کی حالت کا کریٹیکل ہونے کا بتا گیا تھا۔۔

کوئی کسی کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔۔

وہ بے جان مورت کی طرح دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔

اچانک عُجلت میں نرس باہر نکلتی آگے بڑھنے کو تھی جب وہ تیزی سے اُس کے سامنے آیا تھا۔۔سب ہی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔۔

"وہ۔۔وہ"۔۔ لفظوں نے اُس کا ساتھ دینے سے انکار کیا تھا۔اُس نے اُنگلی سے اندر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔

"دیکھیں پیشنٹ کی حالت کرٹیکل ہے۔۔کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔ آپ دُعا کریں"۔۔وہ کہہ کر رُکی نہیں تھیں۔۔عائشہ کی سسکیاں بلند ہوئی تھیں۔۔شاہنواز بینچ پر گر سے گئے تھے۔۔اور وہ ابھی تک اُسی جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں وہ نرس کھڑی تھی۔۔ حلق میں پھنسے نمکین گولے کو نگلتے ہوئے وہ پلٹا تھا۔۔پھر دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتا وہ اُن کے پاس آیا تھا۔۔دونوں ہاتھ اُن کے گھٹنوں پر رکھتا ہوا وہ اُن کے قدموں میں نیچے زمین پر بیٹھ گیا تھا۔۔وہ چُپ چاپ اُسے دیکھے گئی تھیں۔۔سوجی آنکھیں، سوجا ہونٹ جس کے کونے پر خون جم سا گیا تھا۔۔ شدتِ غم سے سُرخ چہرہ، بکھرے بال، اُس کی اسکائے بلیوٹی شرٹ پوری کی پوری خون سے رنگی ہوئی تھی۔۔ صرف یہی نہیں اُس کے ہاتھ، بازو، گردن، ٹھوڑی پر بھی خون کے نشان تھے۔۔

"آپ کو پتا ہے۔۔ گولی لگنے سے ایک دو سیکنڈ پہلے وہ کہہ رہا تھا کہ۔۔ تمہیں کوئی ہاتھ لگائے گا تو وہ بُھگتے گا۔۔ چاہے اِس میں اُس کی جان ہی کیوں ناں چلی جائے"۔۔ عائشہ سسکی تھی۔۔

"اُس۔۔ اُسی وقت اُسے گول۔۔ لی لگی تھی۔۔ اُس لڑکے نے مجھ پر پسٹل تانی تھی۔۔ لیکن وہ ہمیشہ کی طرح اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر۔۔ اِس بار واقعی اپنی جان مجھ پر وار گیا"۔۔ خود پر ضبط کرتا وہ اب نیچے دیکھ رہا تھا۔۔ اُس کی آنکھوں سے تواتر سے بہتے آنسو ٹپ ٹپ کرتے زمین پر گر رہے تھے۔۔ عائشہ مچل اُٹھی تھی۔۔ شاہنواز گہرے گہرے سانس لینے لگے تھے۔۔ ایک وہی بلکل ساکت سی اُس کے بالوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔ رُبا کے قدم وہیں رُکے تھے۔۔ اُس کے دل نے دیوانوں کی طرح اُسے دیکھا تھا۔۔ لیکن وہ اُسے کہیں بھی نہیں دِکھا تھا۔۔ ماہ رُخ کی نظر رئیسہ کے قدموں میں بیٹھے اُس پر پڑی تھی۔۔ اُس نے بے اختیار رُبا پر اپنی گرفت سخت کی تھی۔۔ شاہ ذر شاہنواز کی طرف بڑھا تھا۔۔

"کوئی میرے دل کو، میرے جسم کو کاٹ رہا ہے۔۔ اندر وہ نہیں میں ہوں مما۔۔ اندر آپریشن تھیٹر میں شاہ زین نہیں شاہ زیب کے جسم کو چیرہ پھاڑا جا رہا ہے۔۔ مما میری روح کو تکلیف ہو رہی ہے"۔۔ وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔۔ رئیسہ کے آنکھوں کے

گوشے گیلے ہوئے تھے۔۔ لیکن وہ ماہ رُخ کی گرفت سے نکلتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

"رُب۔۔رُبا"۔۔وہ اُسے سنبھالتے ہوئے خود بھی نیچے بیٹھتی چلے گئی تھی۔۔ماہ رُخ کی آواز پر سب نے ہی چونک کر اُسے دیکھا تھا۔۔عائشہ دوڑ کر اُس کے پاس آتی نیچے بیٹھی تھی۔۔ لیکن وہ اُسے ٹکر ٹکر دیکھتی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔اُس کی حالت سے عائشہ کا دل پھٹنے لگا تھا۔۔ماہ رُخ رو دی تھی۔۔

"بھابھی۔۔بھائی"۔۔وہ اُس کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔وہ تب بھی خشک آنکھوں سے بیٹھی شاہ زیب کو تک رہی تھی۔۔

....

اُسے شاہ زیب پر پسٹل تانے دیکھ کر لمحے کے اگلے حصّے میں شاہ زین نے جنون کی کیفیت میں اُسے ایک لات ماری تھی۔۔اُس کے ہاتھ سے پسٹل دور جا گری تھی۔۔

وہ شاہ زیب کو چھوڑ کر اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

"بہت شوق ہے تجھے ہیرو بننے کا"۔۔دونوں ایک دوسرے میں گھتم گھتا ہوئے تھے۔۔ لیکن شاہ زین نے اُسے قابو کر لیا تھا اب وہ اُس پر

بے دریغ لاتے مکے برسا رہا تھا۔۔

"شاہو۔۔ چھوڑ اِسے۔۔ "۔۔شاہ زیب نے پیچھے سے اُسے سنبھالا تھا۔۔

"اِس کی ہمت کیسے ہوئی تجھ پر ہاتھ اُٹھانے کی"۔۔وہ اُس کے پیٹ میں مُکا مارتا چلایا تھا۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔مار ڈالے گا کیا اِسے "۔۔شاہ زیب نے اُسے اُس لڑکے سے الگ کر کے پیچھے دھکا دیا تھا۔۔

"ہاں مار ڈالوں گا۔۔ کوئی تُجھے ہاتھ لگانے کا سوچے گا بھی تو اُسے نتیجہ بھگتنا ہو گا چاہے میری اپنی جان ہی کیوں نہ چلی جائے لیکن اُسے انجام۔۔"۔۔اُس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتا گولی کی کان چیرتی آواز سے ہر چیز ساکت ہوئی تھی۔۔شاہ زیب نے سامنے کھڑے لڑکے کے ہاتھ میں پسٹل دیکھ کر صورتحال سمجھنے کی کوشش کرنی چاہی تھی تبھی وہ لڑکھڑا کر گاڑی کے دروازے سے جا لگا تھا۔اُس لڑکے کے ہاتھ سے پسٹل گری تھی۔۔وہ خوفزدگی کا شکار ہوتا اُلٹے قدم بھاگا تھا۔۔

"شہہ۔۔ز۔۔ی"۔۔شاہ زیب نے تڑپ کر اُسے دیکھا تھا۔وہ آنکھیں کھولے رکھنے کی کوشش کرتا گاڑی سے لگا نیچے بیٹھتا چلا جا رہا تھا۔۔

"شا۔۔شاہو۔۔"۔۔شاہ زیب کو لگا اُس نے ایسا جان لیوا منظر اپنی پوری چھبیس سالہ زندگی میں نہیں دیکھا ہو گا۔۔وہ اُسے سنبھالتے

سنبھالتے خود بھی بے دم ہوتا زمین پر آ گرا تھا۔۔شاہ زیب آفندی کے دل کو کوئی چُھری سے کاٹ رہا تھا۔۔

"شاہو۔۔آنکھ۔۔آنکھیں کھول یار۔۔"۔۔شاہ زین آفندی کا خون شاہ زیب آفندی کے وجود کو نہلا تا زمین کو تیزی سے رنگین کرتا جا رہا تھا۔۔اور اُسی تیزی سے جیسے کوئی شاہ زیب آفندی کی شہہ رگ پر چُھری رکھے زبح کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"دیکھ۔۔شاہو۔۔میر۔۔میرا دل بند ہو جائے گا۔۔ایس۔۔ایسا نہ کر۔۔"۔۔اُس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ خوف سے بول رہا تھا۔۔شاہ زیب کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو اُس کے چہرے پر آ گرے تھے۔۔اُس نے دھیرے دھیرے آنکھیں بند کی تھیں۔۔شاہ زیب کو اپنی سانسیں رُکتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔

"میری جان۔۔کیوں جان نکال رہا ہے میری، آنکھیں کھول"۔۔وہ اُس کے بے جان وجود کو سینے سے لگائے سڑک پر بیٹھا دھاڑے مار مار کر رو رہا تھا۔۔

"بھائی"۔۔عائشہ کی آواز پر وہ چونک کر پلٹا تھا۔۔اُسے خود سے لگائے دونوں ہی رو دیئے تھے۔۔

••••••••

"پیشنٹ ریسپونڈ نہیں کر رہا۔۔ آئی ایم سوری۔۔ اُن کی سانسیں رُک رہی ہیں۔۔ ہمارے پاس لاسٹ آپشن وینٹی لیٹر ہے۔۔ لیکن ہم زیادہ پُر امید نہیں ہیں۔۔"۔۔شاہ زیب لڑکھڑایا تھا۔۔شاہ ذر نے اُسے تھاما تھا۔۔

"آپ دوبارہ۔۔ دوبارہ سے چیک کریں۔۔ وہ مذاق کر رہے ہیں ہوں گے "۔۔رُبا آگے بڑھی تھی۔۔

"دیکھیں دُعائیں مُعجزہ کرتیں ہیں۔۔ ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے، اب آگے رب کی مرضی "۔۔ڈاکٹر نے ایک دُکھ بھری نظر اُس کے مہندی لگے ہاتھوں پر ڈالی تھی۔۔

"پلیز۔۔ پلیز ڈاکٹر۔۔ اُن۔۔ اُنہیں پھر سے دیکھیں، آپ کو اللہ کا واسطہ۔۔ اب۔۔ ابھی کل ہی تو ہم ملیں ہیں۔۔ آپ اُنہیں کہیں رُبا۔۔ رُبا۔۔ کیسے رہے گی اُن۔۔ کے بغیر۔۔ پلیز ڈاکٹر۔۔ صرف ایک۔۔ ایک بار"۔۔اُس نے ڈاکٹر کے دونوں ہاتھ تھامے منت کی تھی۔۔ اُنہوں نے بے بسی سے پیچھے کھڑے شاہ ذر کو دیکھا تھا۔۔

"رُبا"۔۔شاہ ذر نے ہمت جمع کر کے اُسے پیچھے سے تھاما تھا۔۔

"بھائی۔۔ آپ نے سُنا یہ کیا کہہ گئے ہیں"۔۔وہ پلٹ کر شاہ ذر کو دیکھتی بولی تھی۔۔اُس نے بھیگی آنکھوں سے کچھ کہے بغیر اُس کے سر پر

ہاتھ رکھا تھا۔۔وہ اُس کا ہاتھ ہٹاتی شاہ زیب کے پاس بڑھی تھی۔۔

"شاہ۔۔شاہ زیب تم ہی اُٹھاؤ اُنہیں جا کر، تمہاری تو سُنتے ہیں ناں۔۔اُٹھاؤ اُنہیں آج ہمارا ولیمہ ہے۔۔تم کھڑے کیوں ہو۔۔جاؤ ناں اُن کے پاس۔۔اُٹھاؤ اُنہیں۔۔ جھوٹ بول رہے ہیں ڈاکٹر۔۔وہ ٹھیک ہیں۔۔دُنیا میں سب سے زیادہ مُحبت وہ تم سے۔۔تم سے کرتے ہیں۔۔اُنہیں نہیں جانے دو۔۔شاہ زیب۔۔اُٹھاؤ اُنہیں۔۔"۔۔وہ اُس کا گریبان تھامے روتے ہوئے چِلا رہی تھی۔۔وہ چُپ چاپ کھڑا اپنے دیکھتا آنسو بہا رہا تھا۔۔جب رُبا کے بھائی نے پیچھے سے آ کر اُسے اپنے بازوؤں میں بھرا تھا۔۔

"شاہ۔۔زین۔۔میرا بچّہ"۔۔شاہنواز صاحب مزید نہ سہتے ہوئے زمین پر آگرے تھے۔۔وارڈ بائے رئیسہ، عائشہ، شاہ ذر سب اُن کی طرف دوڑے تھے۔۔

"ٹوئنی۔۔میرا تو سوچا ہوتا"۔۔اُسے سانس لینے میں دُشواری ہوئی تھی۔۔وہ کھڑے کھڑے زمین پر آگرا تھا۔۔عائشہ باپ اور بھائی کے بے ہوش وجود کو دیکھ کر نیم بے ہوش سی ہونے لگی تھی۔۔شاہ ذر باپ اور بھائی کو دیکھتا اپنے حواس کھوتا جا رہا تھا۔۔

رئیسہ نے ایک پل میں اپنی دُنیا کو لُٹتے دیکھا تھا۔۔اُن کی دُنیا، اُس ایک شخص سے جُڑی تھی، جو اِس وقت اپنی آخری سانسیں لے رہا

تھا۔۔اور اُس ایک شخص کی سانسوں سے اُن کی پوری دُنیا کی سانسیں جُڑی ہوئی تھیں۔۔جس سے رئیسہ شاہنواز نے دل بھر کر نفرت کی تھی۔۔

....

"تم۔۔تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو۔۔؟؟۔۔اُنہوں نے اپنی زندگی میں سب سے اوپر تمہیں رکھا اور تم۔۔تم اُن کی سانسیں روکنے کی بات کر رہے ہو۔۔شاہ زیب۔۔"۔۔اُس کا بس چلتا وہ شاہ زیب آفندی کا چہرہ تھپڑوں سے لال کر دیتی۔۔اُس کے لہجے میں شاہ زیب کے لیے حیرت، بے یقینی کیا نہیں تھا۔۔اُس نے تڑپ کر رُبا کو دیکھا تھا۔۔

"بھائی ہے وہ میرا۔۔میرا بس چلے میں اُسے اپنی سانسیں بھی دے دوں رُبا۔۔لیکن میں بے بس ہوں۔۔وہ تکلیف میں ہے رُبا۔۔دس دنوں سے وہ وینٹی لیٹر پر ہے۔۔اُس کی روح کو اِس اذیت سے نکالو رُبا۔۔اُسے جانے دو۔۔اُسے جانے دو۔۔رُبا۔۔"۔۔وہ اُسے دیکھ کر بے بسی سے منت کر رہا تھا۔۔لیکن اگلے ہی پل رُبا کا ہاتھ اُٹھا تھا۔۔

"بس۔۔خبردار جو مزید بکواس کی تو"۔۔تھپڑ کھا کر بھی دونوں ہاتھ پہلو میں جُھکائے وہ ویسے ہی کھڑا آنسو بہاتا رہا تھا۔۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"دل نہیں کانپا تمہارا۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کا گریبان تھامے ہذیانی انداز میں چیخی تھی۔۔

"صاف صاف بول دوناں رُبا مر جاؤ۔۔اُنہیں جانے دوں گی تو رُبا یہاں کیا کرے گی شاہ زیب..روک لو اُنہیں۔۔اپنے لیے میرے لیے۔۔ روک لو۔۔ہم دونوں ہی اُن کے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔اللہ کا واسطہ روک لو اُنہیں"۔۔وہ بے بسی سے اُس کے سینے پر پیشانی رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

شاہنواز آفندی کا نچلا دھڑ مفلوج ہو کر رہ گیا تھا اور ساتھ ہی وہ اپنی قوتِ گویائی سے بھی محروم ہوئے تھے۔۔بستر پر پڑے وہ کبھی اپنی ان چاہی اولاد کے لیے تڑپتے تو کبھی اُنہیں اُس کی ماں پر ڈھائے ستم یاد آجاتے۔۔وہ بے بسی سے بستر پر پڑے آنسو ہی بہا سکتے تھے۔۔

رئیسہ شاہنواز کا سارا طنطنہ معذور شوہر اور تڑپتی ہوئی اولاد کو دیکھ کر نکل گیا تھا۔۔

اُس کا بے جان وجود پچھلے دس دنوں سے وینٹی لیٹر پر تھا۔۔ڈاکٹرز کے مُطابق اُس میں زندگی کی ہلکی سی رمق بھی باقی نہیں تھی۔۔اُنہوں نے وینٹی لیٹر ہٹانے کا مشورہ دیا تھا۔۔یہ تو صرف رُبا کی ضد تھی۔۔آج پھر وہ اُسے سمجھانے آیا تھا۔۔

اپنا سب کچھ اللہ کے سُپرد کرتی اُس نے وینٹی لیٹر ہٹانے پر رضامندی ظاہر کر دی تھی۔۔

"اے میرے رب۔۔اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب میں نے اپنی زندگی تیرے حوالے کی"۔۔اپنی ماں کی آغوش میں مُنہ چھپائے وہ دھاڑے مار مار کر رو دی تھی۔۔

"ٹوئنی۔۔مجھ سے ناراض نہیں ہونا۔۔اللہ گواہ ہے تجھے اِس طرح نہیں دیکھ سکتا۔۔تُو تو جانتا ہے ناں شہزو نے ہر لمحہ اپنے شاہو کے ساتھ گُزارہ ہے۔۔اِس جہاں نہیں تو اُس جہاں ضرور ساتھ ہوں گے"۔۔وہ سجدے میں گرتا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔۔

اُن دونوں کے دستخط کرنے پر اُس کو وینٹی لیٹر سے ہٹا دیا گیا تھا۔۔

....

"گُڈ مارننگ سوئیٹ ہارٹ"۔۔پیچھے سے اُسے حصار میں لیے اُس نے اُس کا گال چوما تھا۔۔

"شہیر دوبار بُلانے آ چُکا ہے، جلدی کریں پلیز"۔۔اُس نے اُس کا حصار توڑنا چاہا تھا۔۔

"ایک تو یہ چلتا پھرتا ننھا سا الارم مل گیا ہے سب کو"۔۔اپنے گیلے بالوں سے پانی جھاڑتے ہوئے اُس نے اُس کا دوسرا گال بھی چوما تھا۔۔

اُس سے پہلے کہ وہ جھنجلا کر کچھ کہتی پیچھے سے ننھا سا الارم پھر بجا تھا

"تاتو۔۔گینڈپاپالے ہیں"

(چاچو گرینڈ پاپابلا رہے ہیں)

وہ اُسے چھوڑ کر پیچھے ہٹا تھا، وہ کھکھلا کر ہنسی تھی۔۔

"آرہا ہوں یار بس دو منٹ"۔۔وہ جلدی جلدی بالوں میں برش پھیرنے لگا تھا۔۔

"تاتی۔۔بائی اِکول گئے"

(چاچی بھائی اِسکول گئے ہیں)

اُسے اپنے چاچو کو اب لے کر ہی جانا تھا، جب تک وہ تیار ہوتے وہ اپنی چاچی کے ساتھ گپے ہانکنے لگا تھا۔۔

"چلو۔۔الارم پیں۔۔"۔۔اُس کے ہاتھ سے کوٹ پہننے کے بعد وہ نیچے جُھکا اُسے اُٹھانے لگا تھا۔۔

"ہاتھ پکڑیں اِس کا"۔۔جب وہ پیچھے سے زور سے بولی تھی۔۔وہ مُنہ بناتے ہوئے شہیر کی اُنگلی تھامے باہر نکلا تھا۔۔

"تاتو پین ہے۔۔؟؟"۔۔وہ رُک کر پریشانی سے اُسے دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔

"نہیں یار تمہارے تاتو اِسٹرانگ ہیں"۔۔وہ اُس کے بال بگاڑتا اُس کا ہاتھ تھامے سیڑھیاں اُترنے لگا تھا۔۔

••••••••

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا سامنے کا منظر روز والا تھا۔۔رئیسہ کے ہاتھ کو پیچھے کرتے وہ زور زور سے نفی میں سر ہلا رہے تھے۔۔ اُسے دیکھ کر جہاں شاہنواز آفندی کی آنکھوں میں چمک در آئی تھی وہیں رئیسہ نے تشکر سے اُسے دیکھتے ہوئے اپنی نم آنکھیں صاف کی تھیں جن میں اب دو ماہ سے نمی نے مُستقل اپنا ڈیرہ جمائے رکھا تھا۔۔۔پھر اپنی جگہ سے اُٹھی تھیں۔۔اور روز کی طرح رئیسہ بیڈ کی دوسری طرف بیٹھ کر اِس منظر کو دیکھنے میں مصروف ہوئی تھیں۔۔

وہ گھوم کر آتا اُن کی چھوڑی ہوئی کُرسی پر آ بیٹھا تھا۔۔پاس پڑی نیپکن اُس نے اُن کے شرٹ کے گلے میں اٹکائی تھی۔۔پھر دوسری نیپکن اُن پر پھیلائی تھی۔۔اُس کے بعد کارن فلیکس کا چمچ بھر کر اُن کے مُنہ کے پاس لایا تھا۔۔وہ روز یہ کام ماتھے پر شکن لائے بغیر پوری دل جمعی سے کرتا تھا۔اُن کے مُنہ میں دو تین چمچ ڈالنے کے بعد نیپکن اُن کے ہونٹوں پر پھیرنے کے بعد وہ پھر اُن کے مُنہ میں چمچہ ڈالتا تھا۔۔اور روز کی طرح آج بھی وہ بمشکل اپنے ہاتھوں کو حرکت دے کر اُس کے ہاتھ تھام کر رو دیئے تھے۔۔وہ یہ کام اُس کے دن میں ہر بار سامنے

آنے پر کرتے تھے۔۔ پچھلے ایک ماہ سے یہی ہوتا آرہا تھا۔۔

"ممم۔۔ ممم"۔۔ بولنے کی کوشش میں وہ مارے بے بسی کے مزید رونے لگ جاتے تھے۔۔ اور ہمیشہ کی طرح کچھ کہے بغیر اُس نے تڑپ کر اُن کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے اُنہیں اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ پھر اپنے ہاتھوں سے اُن کی آنکھیں صاف کر کر اُس نے ہمیشہ کی طرح نفی میں سر ہلاتے ہوئے اُن کی پیشانی چومی تھی۔۔ پھر نیپکن سے اُن کے مُنہ کو صاف کر کے اُس نے اُن کی ساری نیپکن اُتاری تھیں۔۔

"چلتا ہوں"۔۔ وہ اُن کی پیشانی چومتا باہر نکلا تھا۔۔ اُس کی پُشت کو دیکھتے ہوئے شاہنواز آفندی اور رئیسہ شاہنواز کی آنکھوں سے پچھتاوں کا سیل رواں ہوا تھا۔۔

....

"پُتھو فائس (فرائز)"۔۔ شہیر دوڑتا ہوا ماہ رُخ کے پاس آیا تھا۔۔

"اوئے۔۔ پُتھو کے بچّے۔۔"۔۔ سیڑھیاں اُترتا وہ ازحد بدمزہ ہوتا بڑبڑایا تھا۔۔ دو ماہ ہو گئے تھے پر وہ پُتھو سے چاچی پر نہیں آیا تھا۔۔

"چاچی ہیں یہ۔۔ کیا۔۔ چا۔۔ چی۔۔"۔۔ وہ دونوں کے پاس آتا بظاہر پیار سے بولا تھا لیکن اُس کے پیسے ہوئے دانت ماہ رُخ کی نظر سے مخفی

نہیں رہے تھے۔۔وہ ہنسی تھی۔۔

"نئیں پُتھو"۔۔وہ دائیں بائیں سر ہلاتا اپنی بات پر اڑا رہا تھا۔۔زور کی آئی ہنسی کو ماہ رُخ نے لبوں پر ہاتھ رکھے روکا تھا۔۔

"تمہیں تو میں واپس آکر دیکھوں گا۔۔"۔۔اُس نے دانت کچکچا کر ماہ رُخ کو گھورا تھا۔۔

"ساری زندگی اب شہیر کی پُتھو کو ہی دیکھنا ہے تم نے۔۔اب چلو۔۔بھائی کی دس کالز آچکی ہیں"۔۔جب پیچھے سے آتی آواز پر ماہ رُخ جی جان سے سٹپٹائی تھی جبکہ وہ مزید بدمزہ ہوتا پلٹا تھا۔۔

"استغفر اللہ"۔۔وہ استغفار پڑھتا اُسے گھورتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔

"بڑی غلطی۔۔سنگین غلطی کر دی تجھے آفس میں جگہ دے کر۔۔صبح صبح لے کر دوڑتے ہو۔۔اچھا بھلا میں دس گیارہ بجے جاتا تھا"۔۔اُس نے اپنی روح کے سکون کو دیکھ کر مصنوعی ناراضگی سے اپنا جُملہ دہرایا تھا۔۔

"اچھی خاصی میری جاب چھڑوادی تُو نے اب بُھگت"۔۔وہ اُس کے کندھے پر اپنا بازو پھیلاتا بولا تھا۔۔دونوں کے لاؤنج سے نکلتے ہی گھر میں ایک دم خاموشی چھائی تھی۔۔

رئیسہ شاہنواز صوفے کی پُشت سے ٹیک لگاتے ہی دوماہ پیچھے پہنچی تھیں۔۔

دوماہ پہلے اِس گھر میں صفِ ماتم ہی تو بچھی تھی۔۔

....

اللہ کا کرم جب ہوتا ہے تو انسان کی عقل کام نہیں کرتی اور انسان دنگ رہ جاتا ہے۔۔وینٹی لیٹر بند کرنے کے آدھے گھنٹے بعد جب وہ لوگ روح فرسا خبر کے مُنتظر تھے ڈاکٹر نے اُنہیں زندگی کی نوید سُنائی تھی۔۔

رُباشاہ زین کا سجدے میں جُھکا سر پھر سجدے میں جُھکا تھا۔۔شاہ زیب آفندی وہیں ہسپتال کے ٹھنڈے فرش پر ماتھا ٹیکتا پھوٹ پھوٹ کر رودیا تھا۔۔اللہ نے شاہ زیب آفندی کی روح اُس کے جسم میں واپس بھیج دی تھی۔۔اُس رب نے شاہنواز آفندی کے معذور وجود میں بھی حرارت سی بھر دی تھی۔۔

رئیسہ شاہنواز کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو عائشہ کے بالوں میں جذب ہوئے تھے۔۔اُس کی حالت جیسے ہی سنبھلی تھی سب ہی اُس کے پاس اپنی پیار بھری شکایت لے کر پہنچے تھے۔۔

"ٹوئی۔۔ آئندہ کبھی ہیرو بننے کا شوق ہو تجھے تو پہلے مجھے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دینا"۔۔شاہ زیب اُس کے گلے لگتا بچّوں کی طرح رو دیا تھا۔۔

"کیا سزا دوں میں اب آپ کو۔۔؟ مجھے دور نہ جانے کا کہہ کر۔۔ خود میر۔۔ میری جان۔۔لے کر چلے تھے"۔۔وہ ہچکیوں سے رو دی تھی۔۔شاہ زین نے نرمی اور احتیاط سے اُسے اپنے حصار میں لیے اُس کا سر اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

شاہنواز آفندی اُس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بلک بلک کر رو دیئے تھے۔۔اور زندگی میں پہلی بار وہ بابا کہتا اُن کے سینے سے لگا خود بھی رو دیا تھا۔۔

زندگی آفندی ہاؤس میں پھر سے دھڑکنے لگی تھی۔۔شاہ زیب آفندی جو اُس کے معمولی بخار میں اُس کے کمرے میں ڈیرہ ڈال لیتا تھا اب اُس کے گھر آنے کے بعد رات سے نجانے کتنے چکر اُس کے کمرے کے باہر کے لگا گیا تھا۔۔گھر میں کسی سے بھی اُس کی بے چینی مخفی نہیں رہی تھی۔۔رُبا جانتی تھی وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم تھے،اُس نے اُسے رات اُس کے ساتھ سونے کی اجازت دیتے ہوئے خود عائشہ کے کمرے میں پناہ لی تھی۔۔ایک ہفتے بعد وہ خود ہی شاہ زیب کے آگے ہاتھ جوڑ گیا تھا۔۔

"بھائی یہ دیکھ۔۔یہ میرے جُڑے ہاتھ ہیں۔۔ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔۔رات میں آنکھ کُھلتی ہے،بجائے اپنی بیوی کی پیاری شکل دیکھنے کے تیری شکل دیکھ کر لاحول پڑھتے ہوئے مجھے"۔۔اُس کی بات پر شاہ زیب نے اُسے دھموکا جڑا تھا۔۔جبکہ رُبا جھینپی تھی۔۔

"ساری زندگی پھر شیشہ دیکھتے لاحول ہی پڑھنا تُو۔۔احسان فراموش نہ ہو تو۔۔چلو ماہ رُو چلتے ہیں ہم۔۔"۔۔وہ ماہ رُخ کے کندھے پر اپنا بازو پھیلاتا بولا۔۔وہ استغفراللہ کہتی باہر بھاگی تھی۔۔رُبا کی ہنسی جبکہ شاہ زین کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"ویسے شاہو۔۔تیری بہن ابھی تک مخلوق ہی ہے"۔۔وہ مُنہ بنا کر کہتا باہر نکلا تھا۔۔پیچھے سے اُس کا جاندار قہقہہ سُنائی دیا تھا۔۔

ڈیڑھ ماہ بعد وہ خود کو بہتر محسوس کرنے لگا تھا،جاب تو اُس کی جا چکی تھی شاہ ذر نے اُسے آفیس جوائن کرنے کا کہا تھا۔۔اور یہ بات وہ دونوں بھائی ہی جانتے تھے اُس کے جاب کرنے کی وجہ ہی یہی تھی کہ شاہ زین آفندی کو شاہنواز آفندی کا آفیس نہ جوائن کرنا پڑے۔۔لیکن اب اُس نے بڑی خوشدلی سے اپنے باپ کا آفیس جوائن کیا تھا۔۔شاہنواز آفندی مارے خوشی کے رو پڑے تھے۔۔ویسے بھی وہ اب اُداسی، پچھتاوے،خوشی، غم سب کا اظہار رو کر کرتے تھے۔۔

....

"یہ پکڑ اپنے بیٹے کو۔۔مجھے میری بیٹی دے"۔۔اُس نے اپنا ایک ماہ کا بیٹا شاہ زین کی گود میں دیا تھا۔۔پھر جھک کر رُبا کی گود سے ننھی پری کو لیا تھا۔۔

"چاچو کی پری ہے یہ۔۔میلا بے بی۔۔"۔۔وہ اُس پر جھکا اُس کی پیشانی، ناک، گال چوم رہا تھا۔۔وہ کسمساتی ہوئی بِلا آخر رونے لگی تھی۔۔رُبا نے شاہ زیب کو گھورتے ہوئے اُس سے بچّی کو لینے کے لیے ہاتھ بڑھائے تھے۔۔لیکن بیچ میں ہی عائشہ نے اُس سے بچّی لے لی تھی۔۔

"یہ پھپھو کی پارٹنر بنے گی"۔۔وہ اُس کا گال چوم کر بولی تھی۔۔

"شاہ ویز یار آپ کو پتا ہے آپ کے پاپا ایک جن ہیں"۔۔شاہ زین نے اُس کے بیٹے کے گال کو چھو کر کہا تھا۔۔شاہ ذر کا قہقہہ بُلند تھا۔۔

"مجھے بھی اب ایک پری چاہیئے"۔۔اُس نے ماہ رُخ کے کان میں سرگوشی کی تھی جو کہ سب نے ہی سُنی تھی۔۔سب کی ہنسی پر وہ بیچاری شرم سے آدھی ہوئی تھی۔۔

رئیسہ کل تھوڑی دیر کے لیے آئی تھیں جب وہ اندر تھی۔۔لیکن خود میں ہمت نہ پا کر وہ اُس سے ملے بغیر واپس چلی گئی تھیں۔۔

ایک دن رہ کر آج وہ گھر آرہی تھی۔۔

"چلو بھئی بابا نیچے ویٹ کر رہے ہیں"۔۔شاہ ذر کی بات پر سب نے جلدی سے سامان سمیٹنا شروع کر دیا تھا۔۔

شاہنواز آفندی اللہ کے کرم اور شاہ زین کی دی گئی مُحبت، ماں کے باعث دوبارہ چلنے پھرنے اور بولنے کے قابل ہوئے تھے۔۔ابھی بھی وہ اپنے ڈاکٹر سے چیک اپ کروانے کے بعد اُن سب کا انتظار کر رہے تھے۔۔

"اب اللہ کے کرم سے باپ بن گئے ہو۔۔لیکن میرے جیسا باپ نہیں بننا شاہ زین۔۔اللہ بیٹا دے تو تم جیسا"۔۔بیٹی کی خبر آنے پر اُنہوں نے اُسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

"میں اچھا بیٹا ہوں کیوں آپ میرے بابا ہیں"۔۔اُس نے نم آنکھوں سے اُن کی پیشانی چومی تھی۔۔

....

"یہ آپ کی پوتی"۔۔رُبا نے بچّی کو سیدھا اُن کی گود میں ڈالا تھا۔۔

"میں اِس قابل نہیں ہوں رُبا"۔۔بچّی پر ایک نظر ڈالے بغیر اُنہوں نے مارے شرمندگی کے چہرے پر ہاتھ رکھے اپنے آنسو روکنے چاہے تھے۔۔وہ چُپ چاپ کھڑا اُنہیں دیکھ رہا تھا۔خود کو اُس کی نظروں کے حصار میں محسوس کرتیں اُن کی شرمندگی میں مزید اضافہ ہوتا

جارہا تھا۔۔

"یہ تو میری بیٹی کے ساتھ زیادتی کریں گی آپ مما۔۔ سب کو اُن کی دادی کا پیار ملے گا اور میری بیٹی۔۔؟؟"۔۔رُبا نے اُن سے شکوہ کیا تھا۔۔ آنسو بند توڑ کر نکلے تھے۔۔اُنہوں نے ہنوز دوسری طرف دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"لگتا ہے رُبا ہماری بیٹی بے نام ہی رہے گی"۔۔اُس نے اُن کے قریب آکر بچّی کا گال چُھوا تھا۔۔رئیسہ نے حیرت سے اُسے اپنے بہت پاس کھڑے دیکھا تھا۔۔

"اور کیا مجھے تو کوئی ٹینشن ہی نہیں تھی نام کی۔۔مجھے لگا دادی رکھیں گی"۔۔رُبا نے بھی افسوس سے سر ہلایا تھا۔۔رئیسہ نے اپنی گود میں پڑے ننھے وجود کو دیکھا تھا۔۔اُن کی آنکھوں سے نجانے کتنے آنسو بچّی کے چہرے پر گرے تھے۔۔

سب ہی جانتے تھے اُنہیں پوتی کی کتنی خواہش تھی۔۔شاہ زیب اور ماہ رُخ کے لیے اُنہوں نے بیٹی کا نام سوچا تھا۔۔ لیکن اِس گھر میں ایک اور بیٹے شاہ ویز آفندی کا اضافہ ہوا تھا۔۔ اللہ نے اُن کی خواہش ایک ماہ بعد رُبا اور شاہ زین کو بیٹی سے نواز کر پوری کی تھی۔۔

"آمنہ۔۔ آمنہ آفندی"۔۔اُس کے ماتھے پر لب رکھتیں وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔۔سب ہی نم آنکھوں سے مُسکرائے تھے۔۔

"بیٹا تمہاری دادی بہت بُری ہیں۔۔۔ تم۔۔ تمہاری دادی تم سے۔۔ بہت مُحبت۔۔ کرتی ہیں"۔۔ وہ رونے پر آئیں تو سب کو رُلا گئی تھیں۔۔

"لیک۔۔ لیکن۔۔ تمہارے پاپا کے ساتھ۔۔ ہمیشہ۔۔ بہت بُرا۔۔"۔۔ وہ ایک دم اُن کے پاس اُن کے قدموں میں آ بیٹھا تھا۔۔ رُبا نے اُن کی گود سے بچّی کو لیا تھا۔۔

"آپ کو پتا ہے چھ سال کا شاہو جب اِس گھر میں آیا تھا تو لوگوں نے اُس کے زہن میں سوتیلی ماں کا خوف بھر دیا تھا۔۔"۔۔ اُس نے اُن کے کانپتے ہاتھ اپنے ہاتھوں کے گرفت میں لیے تھے۔۔ وہ ساکت ہوئی تھیں۔۔

"میں آج جو دُنیا کے سامنے سر اُٹھا کر خود کو شاہ زین آفندی کہتا ہوں تو اِس کی وجہ آپ ہیں۔۔ مجھے شاہ زین آفندی آپ نے بنایا ہے۔۔"۔۔ اُس کی بات پر رئیسہ نے حیرت سے سر اُٹھایا تھا، اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"سچ کہہ رہا ہوں۔۔ شاہ زیب آپ کی تربیت ہے۔۔ اور ساری زندگی چُپ چاپ شاہ زیب کی اُنگلی تھامے، اُس کے نقشِ قدم پر چلنے والا شاہ زین آفندی۔۔ در پردہ آپ ہی کی تو تربیت ہے"۔۔ وہ بہتی آنکھوں سے کہتا اُن کے اشک اپنے پوروں پر چُن رہا تھا۔۔

"خود کو بُرا نہیں کہیں۔۔ آپ تو چھ سال کے شاہو کے لیے قُدرت کی طرف سے انعام تھیں"۔۔ وہ جُھک کر عقیدت سے اُن کے ہاتھ چوم رہا تھا۔۔

"آپ سوتیلی ماں ہو ہی نہیں سکتیں۔۔ آپ سوتیلی ماں کی ڈیفینیشن (بیان) پر پوری اُترتی ہی نہیں ہیں۔۔"۔۔ وہ اپنے ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا۔۔

"سوتیلی ماں سوکن کی اولاد کو رات کے اندھیرے میں گھر سے باہر نکال دیتی ہے۔۔ کبھی اکیلے میں ڈرا کر اُسے مینٹل ٹورچر کرتی ہے تو کبھی کھانا نہیں دیتی، اُس کی کوشش ہوتی ہے کہ اُس کی سوکن کی اولاد اسکول کی شکل بھی نہ دیکھے۔۔ اُس کے باپ کو، اُس کے سوتیلے بہن بھائیوں کو اُس کے خلاف کرتی ہے۔۔ اُسے مارتی ہے، اُس پر چیختی ہے، چلاتی ہے، سب سے بڑھ کر اپنی سوکن کی اولاد کو دُنیا میں ایک ناکام انسان بنانے کی سر توڑ کوشش کرتی ہے۔۔"۔۔ وہ بولتے بولتے جیسے تھک کر رُکا تھا۔۔ لاؤنج میں خاموشی تھی۔۔ صرف رئیسہ کی سسکیاں تھیں جو وقفے وقفے سے گونج رہی تھیں۔۔

"ہاں آپ نے مجھے کبھی سینے سے نہیں لگایا، آپ نے کبھی مجھے پیار نہیں دیا۔۔ لیکن۔۔ آج میں جو کچھ ہوں آپ کی وجہ سے ہوں۔۔ آپ

نے مجھے سوکن کا بیٹا سمجھ کر مجھ سے بدلا لے کر مجھے تباہ نہیں کیا۔۔ آپ نے مجھے پیار نہیں دیا تو کیا ہوا لیکن ساری زندگی لوگوں کے سامنے مجھے اپنی اولاد ظاہر کر کے معاشرے میں مجھے عزت، مان مجھے اعتماد بخشا ہے۔۔ جب کوئی کہتا رئیسہ کے جڑواں بیٹے ہیں۔۔ اور آپ کی اقرار بھری خاموشی پر میرے اندر اعتماد بڑھ جاتا تھا۔۔ میں ساری زندگی آپ کا احسان مند رہوں گا"۔۔ اُس نے اپنا سر اُن کی گود میں رکھا تھا۔۔

کیا تھا یہ شخص سر تا پا مہربان۔۔ ساری زندگی خاموش رہنے والا آج سب کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھتا سب کو رُلا گیا تھا۔۔

شاہ زین آفندی

"من یار مہربانم تھا"

شاہ زین آفندی نے آج رئیسہ شاہنواز کو اُن کی اولاد اور اُن کے شوہر کے سامنے سرخرو کیا تھا۔۔ اُنہوں نے جھک کر اُس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔

"میں اپنی بیٹی کو آپ کی گود میں ڈال رہا ہوں۔۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں آمنہ آفندی عائشہ آفندی کا پرتو بنے"۔۔ اُس نے رُبا سے آمنہ کو

لے کر اُن کی گود میں ڈالا تھا۔۔

"ان شاءاللہ"۔۔اُنہوں نے بھیگی آنکھوں سے مُسکراتے ہوئے پوتی کی پیشانی چومی تھی۔۔

شاہ زین آفندی کے دل میں چُھپی یہ رئیسہ شاہنواز کی عقیدت ہی تھی جو اُن پر رب کا کرم ہوا تھا۔۔اللہ نے اتنے سالوں بعد اُن کے دل کو سکون بخشا تھا۔۔شاہنواز آفندی کو آج بھی اُس معصوم لڑکی کا پچھتاوا کبھی کبھی راتوں کو جگا دیتا تھا۔۔

شاہ زین کے کہنے پر اُنہوں نے اُس کی ماں کے نام پر یتیم بچّوں کا ادارہ کھولا تھا۔۔ کبھی کبھی اپنے اندر کے سکون کے لیے بھی اُس رب سے تجارت کرنی پڑتی ہے۔۔

....

بیا احمد کی نظر میں شاہ زین آفندی فارسی کی یہ خوبصورت نظم ہے

من یار مہربانم

دانا و خوش بیانم

گویم سخن فراوان، با آن کہ بی زبانم

پندت دھم فراوان، من یار پند دانم

من دوستی ہنر مند، باسود وبی زیانم

از من مباش غافل

من یار مہربانم

(عباس یمینی شریف)

٭٭٭

میں ایک مہربان دوست

عقلمند اور صاف گو۔۔

چُپ ہونے کے باوجود میں بہت کچھ بولتا ہوں۔۔

میں مشورے دیتا ہوں،

میں ایک عزیز دوست ہوں

میں دوستی میں ماہر ہوں، نفع بخش اور بغیر کسی نقصان کے۔

مجھ سے بے خبر نہ رہو،

میں ایک مہربان دوست ہوں۔

٭٭٭

I'm a kind friend

Wise and fair spoken

I speak a lot although mute

I give a lot of advice, I'm a dear friend

I'm an artist friend, with profit and without any harm

Don't be unaware of me,

I'm a sweetheart friend

❣ ختم شُد ❣

الحمد اللہ۔۔

اللہ کا کرم ہوا ہے، مجھے نہیں پتا میں کیسے اِس ناول کو دس دنوں میں لکھ پائی ہوں۔۔

شُکریہ بھائی۔۔ اللہ آپ کو دونوں جہانوں کی خوشیاں عطا کرے۔۔ آمین۔۔ ❣

رابیل جہانگیر۔۔ اللہ تمہیں ہمیشہ اپنے کرم میں رکھے آمین۔۔ تم وہ انسان ہو جس نے میرے اندر کی صلاحیتوں کو مجھ سے زیادہ بہتر

طریقے سے جان کر مجھے تراشا ہے۔۔ ❣

اُم رُباب۔۔ اللہ ہمیشہ تم پر اپنا کرم رکھے آمین۔۔ رُبا تم اندر باہر سے ایک خوبصورت انسان ہو ❣

اور آپ سب جو مجھے دُعا، عزت، محبت، مان بخشتے ہیں اللہ خیر و مُحبت سے قبول فرمائے آمین۔۔

اللہ کرے آپ کی دُعاؤں پر آپ کے لیے فرشتے آمین کہیں۔۔ آمین۔۔ ❣ ❣

جزاک اللہ خیر ❣

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆